بندگان نہ کردند پروائے مال کہ اموال را ہست مدّ و دلا زوال

عنان سوئے علم ادب تافتند کہ نام نکو از ادب یافتند

سنہ ۱۳۲۱ ہجری قدسی

کتاب

مصباح الادب

جسکو خاکسار

محمد مصباح الدین احمد عفی عنہ مؤلف "الہارون" سوانح عمری

خلیفہ ہارون رشید اعظم و محاربہ فرانس و پروشیا و غیرہ نے تالیف کیا

سنہ ۱۹۰۳ء

مطبع نیر اعظم مراد آباد میں باہتمام محمد حسن علی کے چھپا

ع اول ۵۰۰ جلد نمبر ۱۹۵ از سنہ ۹۹ قیمت فی جلد ۔

ڈیڈیکیشن

آجکل علی العموم یہ شکایت ہی کہ زمانہ اہل علم کا قدردان نہین رہا اور نہ اب ابوالفضل اور فیضی جیسے باکمال ذیعلم و اہل فضل و صاحب لیاقت انسان پیدا ہوتے ہین لیکن اس بات کو مین تسلیم نہین کرتا اگرچہ اتنا تو مانتا ہون کہ کثرت تعلیم نے وقعت تعلیم کو بہ نسبت زمانہ سلف کے اب کم کر دیا ہی میرا خیال یہ ہے کہ اب بھی ابوالفضل اور فیضی کی مانند پیدا ہوتے ہین لیکن شہنشاہ اکبر جیسی قدردان اور تیز نظر آنکھین علی العموم نہین ہین کہ ابوالفضل اور فیضی جیسے باکمال انسانون کو تلاش اور جمع کر کے اپنی نام و یادگاری کا مرصع نورتن مرتب کرین۔

آجکل اکبر کی مانند قدردانی اور جوہر شناسی اور انسانون کی پرکھ ذی اختیار حکمرانون مین جیسے

ہز ہائنس حضور پرنور میجر جناب نواب محمد حامد علی خانصاحب بہادر دام اقبالہ

والی ریاست رامپور کو ہی اونکا ثانی اور دوسرا معلوم نہین ہوتا یہی وجہ ہی کہ حضور ممدوح نے اپنے نورتن عالی جناب مولوی محمد عبدالغفور خانصاحب بہادر پرائم منسٹر اور قبلہ آب جناب حکیم محمد اجمل خانصاحب طبیب خاص اور دیگر جلیل القدر اور منتخب روزگار آدمیون سے کہ جنمین کا ہر ایک مثل انمول موتی اور جگمگاتے جواہر کے ہی مرصع اور مرتب کر رکھا ہی۔ حضور پرنور مین علاوہ اعلے تدبر و نصفت پسندی اور قدردانی کے ملکہ جبلّی اور علم دوستی کا ذاتی جوہر موجود ہے سیکڑون علما اور طالب علم حضور پرنور کے سفرۂ فیض کے اور وظیفہ خوار ہین اس لئے مین اس کتاب کو نہایت ادب اور غائبانہ عقیدت سے تاکہ خاکسار کی ہر طرح اور حضور کی نیکنامی کی تاقیامت یادگار رہے حضور ممدوح کے نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھ معنون اور ڈیڈیکیٹ کرتا ہون اور غالب امید ہی کہ حضور ممدوح اس غائبانہ ہدیۂ ناچیز اور پیشکش حقیر کو خلعت اعزاز قبولیت مشرف اور معزز فرمائین گے ؎ آہن کہ بہ پارس آشنا شد ✤ فی الحال بصورت طلا شد

دعاگو خاکسار محمد مصباح الدین احمد عفی عنہ مؤلف آلہ ہارون و تجارہ بہ فرانس و پرشیا وغیرہ سابق پرائیوٹ سکرٹری جناب نواب صاحب بہادر جی سی - آئی - ای - دام اقبالہ والی ریاست ٹونک راجپوتانہ

مقام قلعہ رہتک - مورخہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۴ ہجری قدسی مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ع

(یوم خمیس)

درین سرائے کہن خوی کن بنوش سخنی
کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست

فہرست مضامین

غلطنامہ رسالہ مصباح الادب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	تا ہنوز	ہنوز
۵	۲	ادنی	ادنیٰ
۵	۴	دفتر اناہی	دفتر دانائی
۵	۱۵	ترجمہ	ترجمہ کیا ہے
۷	۱۸	مین اونلی	اونچی
۸	۶	۱۷ ار جولائی	۱۷ ار جولائی سنہ ۱۹۱۹ع
۹	۳	فی آمدش	بخوانی آمدش
۹	۵	بادشاہ	بادشاہ کے
۱۱	۳	زمانہ سے	زمانہ کے
۱۱	۲۰	تحقیقات سے	تحقیقات حال سے
۱۲	۱۱	چند باد	سند باد
۱۳	۷	آشنا بر راہ	آشنا بر راہ مین
۱۴	۹	عمل نہین	عمل کیون نہین
۱۵	۱۱	اتنی کمر	اتنی بڑی کمر
۱۷	۲۰	ہی عرصہ	ہی عرصہ مین
۲۰	۱	یہ ویرت	یہ عورت
۲۲	۱۴	حسن وبیان	حسن بیان
۲۶	۷	بجای شہزادہ	بجای یہ شہزادہ
۲۷	۱۸	دربجابر	در بجائے
۳۱	۳	چیز ند	یہ چیز ند
۳۲	۹	حوصلہ کوئی	حوصلے سے کوئی
۳۳	۱۱	آسنا	آشنا
۳۴	۱۸	کہہ	کہہ
۳۴	۱۳	وسکی کنگھی	اوسکی کنگھی
۳۶	۱۲	مجسم تھا	مجسم تھی
۳۷	۱۴	وسے آبرو	ویسے آبرو
۳۸	۱۶	ڈالکر	ڈاکٹر
۳۹	۱	ٹیرہی	ٹیڑہی
۳۹	۱۴	ساز	ممتاز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۵	یراسپٹ بود	راست بود
۴۲	۱۳	فریب سرگزشت	فریب کی سرگزشت
۴۲	۱۵	غلطی	غلطی سے
۴۴	۲۰	قارون	قازون
۴۷	۱۲	درہان	داربان
۵۲	۱۱	گفتگو کر رہا تھا	آپین کچھ گفتگو کر رہے تھے
۵۵	۸	کہ در	اور
۵۵	۱۵	نگزدد	نگردد
۵۶	۱۵	متفت	مشقت
۵۹	۱	روزی کہ قضا باشد در روزی کہ قضا نیست	روزی کہ قضا است در روز قدر روا نیست
۶۰	۱۰	باید	باید
۶۱	۱۰	بادپس	بازپس
۶۲	۱۲	جسطرح وجدین سے	جسطرح دوربین سے
۶۳	۱۰	معافی	معانی
۶۳	۲۰	وقا	دفا
۶۸	۱۱	تبسم کا	تبسم کے
۶۹	۲	زماچشیدہ	زمانہ چشیدہ
۷۰	۱۴	مین آرام	مین آکر آرام
۷۲	۲۰	ہیت	ہیبت
۷۳	۱۳	بقای سکس	بقایای شکیس
۷۴	۱۲	دولنت	دولتیست
۷۹	۸	باہر کرسے	پرہیز کرسے
۷۹	۱۳	منزل	منزل
۸۸	۸	عذاب	عذاب سے
۹۱	۱۳	سبلے تیر	سنے تیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ؐ

دیباچہ از مترجم

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

کلیلہ و دمنہ اور انوار سہیلی کی طرز نصائح کو پسند کرنے والی طبیعتیں اور دینی دلچسپی لینے والے طبائع مدت ہوئی کہ دنیا کے اسٹیج پر سے بالعموم رخصت ہو گئیں۔ مگر ہم "السبّاد و کالمعدوم" کے اصول پر کاربند ہو کر اگر بالکل اسی طرز کی نہیں تو قریب قریب اوسی طرز کی ایک ایسی کتاب کہ جس کو علم دوست اور حکمت پسند برٹش گورنمنٹ نے نہایت قابل قدر اور عجوبہ روزگار تصور کر کے شہر لندن میں انڈیا آفس کے کتب خانہ میں بڑی حفاظت سے رکھ چھوڑا ہے ناظرین کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔

جای غور ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے غیر زبان (فارسی) کی اس کتاب کو منتخب کر کے جب اتنی قدر و حفاظت سے رکھ چھوڑا ہے تو ضرور ہے کہ اس کتاب میں پند و حکمت کے گوہر بے بہا اور نصیحت و موعظت کے جواہر زواہر لا انتہا ہونگے۔ ناظرین سے امید ہے کہ بعد ملاحظہ "خذ ما صفا و

مضمون اورڈیڈیکیٹ کرنے کی اجازت فرمائی۔ بلکہ فخر کی بات ہے کہ حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ
نے بنظر قدردانی الہارون کو پسند کر کے اپنی ریاست کے محکمہ سلسلۂ آصفیہ میں داخل فرما کے
مجھکو عزت عطا کی۔

یہ سب محنت پہلے اسواسطے کی ہے کہ بہت ملکی ہموطنوں کو اردو زبان میں مختلف تاریخی معلومات
سے فائدہ ہو۔ نتیجہ - علی العموم تمام واقفکار اشخاص اس بات سے آگاہ ہیں کہ تاہنوز اردو
زبان کے باغ میں بہت سے علوم وفنون کے گلدستوں اور پھولوں کی کمی ہے۔ گو بہت سے
اہل تصنیف اس طرف توجہ فرما کر مختلف کتابیں اس زبان میں تصنیف و تالیف کر چکے ہیں۔ انگریزی
یا عربی میں عمدہ عمدہ مضامین اور علم وفن کی کتابیں پڑھکر بعض محب وطن ان کتابوں سے
تنہا فائدہ اور لطف اوٹھانا نہیں چاہتے بلکہ وہ ایسی کتب کا اردو میں ترجمہ کر کے اپنے ہموطنوں کو
بہرہ مند پہونچانا چاہتے ہیں اگر غور کیا جاوے تو ایسے لوگوں کی یہ خدمات بہت کچھ قابل قدر ہوتی
ہیں۔

انگریزی زبان کو دیکھو! دنیا میں کوئی ایسا علم وفن نہیں ہے کہ جسکے متعلق متعدد کتابیں اوس
زبان میں موجود نہوں۔ ہر انگریزی دان گھر بیٹھے ان کتابوں سے بغیر کسی اوستاد کی مدد کے
ہر علم کی سیر کرسکتا ہے بشرطیکہ اوسکو ایسی سیر کا شوق ہو۔ کسی کا کیا اچھا مقولہ ہے

همنشینی به از کتاب مخواه ✣ که مصاحب بود گه و بیگاه
صحبت افزای عاشق و عاقل ✣ هر چه دلخواه تست ازو حاصل
انچنین همدم لطیف که دید ✣ که نه رنجید و هم نرنجانید

ہندوستان کے باشندوں کو انگلش گورنمنٹ کے زیر سایہ ہونے سے یہ سب فائدہ حاصل ہوتے ہیں
جسے اگلے زمانے کے لوگوں کو یہ باتیں خواب وخیال میں بھی میسر نہیں۔ یہ سب نتیجے برٹش گورنمنٹ کی
اشاعت تعلیم کے ہیں۔ ماسوا دیگر خصوصیات کے انگریزی خوان اصحاب علمی خصوصیت کے لئے

برٹش گورنمنٹ کے جسقدر مشکور اور ممنون ہوں کم ہے

تمام مہذب اقوام یعنے یورپ اور امریکہ کے عالم اس امر پر متفق ہیں کہ بغیر تواریخ دانی کے آجکل علمی زندگانی کا لطف حاصل نہیں ہوسکتا - انکا قول ہے کہ تاریخ عملی فلسفہ ہے اور بغیر تاریخدانی کے کوئی پکا فلاسفر نہیں ہوسکتا اونکی راے میں زندگی کے لئے علم ریاضی جسقدر ایک ضروری علم ہے اوسی طرح تاریخ بھی علمی زندگی کے لئے ضروری شے ہے - علم کی ضرورت پر ہندوستان کے ایک مشہور مقال شاعر نے کیا اچھی ذیل کی نظم لکھی ہے -

گیا دورہ حکومت کا اب حکمت کی ہے باری ۔۔۔ جہان میں چارسو علم و عمل کی ہے علمداری
جنھیں دنیا میں رہنا ہے رہے معلوم یہ اونکو ۔۔۔ کہ ہیں اب جہل و نادانی کے معنی ذلت و خواری
ضرورت علم و دانش کی ہے ہر فن اور صناعت میں ۔۔۔ نہ چل سکتی ہے اب بے علم [illegible] ساری
جہان عالم تجارت میں نہ ماہر ہونگے سوداگر ۔۔۔ تجارت کی نہوگی تا قیامت گرم بازاری
نہ آئیگی پسند اون نوکروں کی طاعت و خدمت ۔۔۔ جنھیں پائینگے آقا زیر تعلیم [illegible] عاری
اگر چاہینگے کرنی آدمی گھوڑے کی سائیسی ۔۔۔ تو دینا ہوگا اونکو امتحان [illegible]
نہ مستغنی بچاول علم سے ہیں اب نہ باورچی ۔۔۔ ہوا ہے درسوں [illegible] فلاسفر [illegible]
یقین جانو کہ آئندہ ملیگی درس گاہوں میں ۔۔۔ گر آنا ہے تو چاہئیگی آن [illegible]
کوئی پیشہ نہیں اب معتبر بے تربیت ہرگز ۔۔۔ نہ فقط ادبی نہ [illegible]

یہ کتاب جو حضرات ناظرین کے ملاحظہ میں اب گذرتی ہے ایک نایاب اور نادر انگریزی کتاب سے ترجمہ کیگئی ہے اور اسمیں بہت سے اخلاقی اور علمی مضامین ایزاد کرکے مرتب کیگئی ہے - اسمیں تاریخی حال اور نیز چند مختصر افسانہ جات بر سبیل تمثیل اور بہت سے نتیجہ خیز اور بامعنی حکایات [illegible] فائدہ کتاب میں حکمرانوں اور وزیروں - امیروں اور عوام الناس کے لئے عمدہ عمدہ اخلاقی [illegible] باتیں تحریر ہیں مگر درستی اخلاق کے لئے دانشمندوں کے [illegible]

ایک بہت بڑا ذخیرہ ہی۔ خصوصًا نوعمر اور مبتدی طلبہ کو اوسکا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ میری حیثیت علمی بہت محدود ہے مگر اپنی ادنی حیثیت کے موافق جیسا کچھ رطب و یابس ترجمہ ہو سکا پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں ورنہ میرے حسب حال یہ شعر ہے۔

لاابالی چہ کند دفتر دانائی را
طاقت وعظ نباشد سر سودائی را

سنہ ۷۷۶ ہجری قدسی مطابق سنہ ۱۳۷۵ع میں ایک شخص نے فارسی نظم میں "سندباد نامہ" نام ایک کتاب تصنیف کی۔ مگر اوسکے مصنف کا نام اور پتہ نہ مل سکا۔ اس کتاب کا حال تصنیف بھی اسطرح معلوم ہوا کہ اسکے دیباچہ میں ایک لفظ "فرمان اعلی شاہ" بطور تاریخ تحریر کتاب مرقوم ہے اوس کلمہ سے تاریخ تحریر معلوم ہوئی۔ اس تاریخ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف ایران کے مشہور شاعر حافظ شیرازی کا ہمعصر تھا۔ سندباد کے نام سے ناظرین دہوکے میں الف لیلہ کے مشہور ملاح سیاح سند باد کو خیال نہ کرلیں۔ یہ دوسرا سندباد ہے جو ہندوستان کا ایک نہایت دانشمند عالم اور فاضل شخص تھا جیسا کہ آیندہ اس کتاب کے پڑھنے سے ظاہر ہوگا۔ اس کتاب کا بہت سی زبانوں میں اور نیز یونانی۔ لاطینی۔ جرمنی۔ فرانسیسی اور عبرانی زبان میں ترجمہ ہوگیا ہے۔ مشرقی ممالک کے کئی فاضلوں نے اس کتاب کی مستند شرحیں لکھی ہیں۔ ایران کے تذکرہ شعرا میں اس کتاب کا ذکر بھی مرقوم ہی لیکن انگریزی میں صرف دو شخصوں نے اسکا ترجمہ (اگر اوسکو ترجمہ کہا جا سکے) ایک تو مسٹر فالکنر نے سنہ ۱۸۴۱ء میں رسالہ "جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی" میں اس کتاب پر ایک ریویو لکھا تھا اور دوسری دفعہ مسٹر کلاؤسٹن نے سنہ ۱۸۸۴ء میں اس کتاب کا ... ترجمہ شائع کیا تھا۔

انڈیا آفس (لندن) کے کتب خانہ میں یہ فارسی کی مثنوی ناکمل موجود ہے اس مثنوی کے بہت سے ... باقی اجزا کا پتہ نہیں ہے اور جو کچھ موجود ہے وہ ایسے خراب طور سے ترتیب دیا گیا ہے کہ مسلسل

بیان معلوم کرنے میں بڑی دقت پڑتی ہے۔ بہرحال جسقدر موجود ہے یہ مثنوی نہایت قابل قدر ہے صرف اسی وجہ سے نہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے مثل الف لیلی کے زمانہ سابق کی مشرقی سلطنتوں کے اکثر بادشاہوں کے طرز معاشرت اور زندگی کی سچی تصویر اور اونکے درباروں کی صحیح تاریخ اور مشرقی ممالک کے عادات اور رسوم کی پوری پوری کیفیت معلوم ہوتی ہے بلکہ اس سبب سے بھی کہ انمین بہت سی معنی خیز حکایتیں اور دانش افزا باتیں تحریر ہیں۔ ۵

شیرین تر از حکایت ما نیست قصہ   احوال روزگار سراپا نوشتہ ایم

اس فارسی کی مثنوی کے ۱۶۰ ورق ہیں۔ زبان فارسی کے شایقون کو اس کتاب کا بہت علم ہے یہ کتاب انگلستان میں بڑی بے مثل اور عجوبہ روزگار خیال کیجاتی ہے گورنمنٹ آف انڈیا نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ اس کتاب کا ایک اور نسخہ مکمل ملجائے لیکن اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ ہندوستان میں اس کتاب کا دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوسکا اس لئے یہ کتاب اور زیادہ عجوبہ روزگار خیال کیجاتی ہے۔

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جنکا سنہ ۶۹۱ ہجری میں انتقال ہوا ہے اپنی تصانیف میں سندباد نامہ کا حوالہ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ تحریر سے پیشتر یہ [illegible] لکھی گئی ہوگی۔ دولت شاہ نے اپنی مصنفہ کتاب موسومہ "تذکرۂ دولت شاہی" میں لکھا ہے کہ اسی نام کی ایک کتاب ۴۳۰ھ ہجری میں ایک شاعر ازرقی نام نے تحریر کی ہے۔

اس مثنوی کے اشعار میں دلسوزی اور دردانگیزی اور اعلی درجہ کے استعارات پائے جاتے ہیں اس مثنوی کے اشعار کو حافظ اور سعدی و نظامی وغیرہ کے اشعار سے ہرگز کم درجہ کے نہیں کہا جاسکتا بلکہ اسکے اشعار ان مشاہیر کے اشعار کے ہمطرح ہم پلہ ہیں۔

فارسی مثنوی میں شروع قصہ کا پہلا شعر یہ ہے [illegible] پارسی دان [illegible] عربی نژاد [illegible] ایک پارسی دان نے جو زبان فارسی کو نہایت [illegible] با [illegible] بولتا تھا اور

وہ اصل مین عربی نژاد تھا اس طرح سے یہ قصہ کہا۔ اس شعر سے مسٹر فاکنر نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ اصل قصہ ایک عرب نے فارسی مین تحریر کیا ہوگا۔ مگر ایک فرانسیسی مورخ کی یہ رای ہے کہ یہ اصل قصہ زبان سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا گیا ہے اور اس امر پر غور کرنے سے کہ اس مثنوی مین چند حکایتین ہندوستان کے متعلق معلوم ہوتی ہین فرانسیسی مورخ کی یہ راے قابل قبول معلوم ہوتی ہے

(خصوصیات الفاظ و معنی)

اس مثنوی مین مصنف نے ایک بڑی صنعت یہ رکھی ہے کہ ہر شعر مین ذومعانی الفاظ کو استعمال کیا ہے۔ شاید اس ساری مثنوی مین تین یا چار شعر ہی ایسے ہی ہونگے کہ جنمین ذومعانی الفاظ نہ ہوں۔ مثلاً پہلے شعر مین الفاظ "سواد" اور "خط" مضافات سلطنت اور حدود مملکت کے معنی باندھے ہین۔ حالانکہ یہی الفاظ دوسری جگہ سیاہی زلف اور انسان کی رشیش کے کنارہ کے معنی مین بولے جاتے ہین۔

(اخلاقی کہانیاں)

اس کتاب مین جس قدر حکایتین آئی ہین وہ سب تعجیل اور شتابکاری اور بے سوچے سمجھے کام کر گذرنے کی برائی مین ہین اور بعض حکایتین بدرویہ اور بداطوار عورتون کے مکر و فریب کے بیان مین ہین۔ ایسی بداطوار عورتون کے تاریخی واقعات اور کارنامون پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو انکے مکر و فریب سے بڑی بڑی ضخیم کتابین بھری ہوئی نظر پڑتی ہین کسی نازک خیال عربی شاعر نے اپنے ایک سچے اور قیمتی مضمون کو جو اسی قسم کی بدرویہ عورتون کے بارہ مین ہے ذیل کے اشعار سے کیا ہی جلا دی ہے۔ ؎

فان تسالونی فی النساء فاننی	خبیر باحوال النساء طبیب
اذا شاب راس المرء او قل ماله	فلیس لہ فی ودھن نصیب

اگر تم مجھسے عورتون کی بابت کچھ پوچھتے ہو تو مین انکی تہ کی بات بتاتا ہون کیونکہ مین انکی چالبازیون سے ایسا واقف ہون جیسا کہ طبیب مرض کی کیفیت سے واقف ہوتا ہے۔ جہان مرد کے سر پر بڑھاپا چھایا۔ یا مال کم ہوا تو پھر انمین محبت اور وفاداری نام کو باقی نہین رہتی

اگر ان حکایات پر غور و خیال کر کے کوئی شخص اونکے نتیجے پر کاربند ہووے تو اسمین کچھ شک نہین کہ اوسکے اخلاق و عادات نہایت اعلیٰ درجہ کے ہو جاوین خاتمہ مین جسقدر نصائح اور اخلاقی باتین مندرج ہین وہ اس قابل ہین کہ امرا و حکام اور عوام الناس اونکو اگر اپنا دستور العمل بنا دین تو امید ہے کہ اونکو اخلاقی فائدہ اور نفع بہت کچھ حاصل ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

خاکسار۔ محمد مصباح الدین احمد عفی عنہ

مولف "الہارون" "محاربہ فرانس پرشیا" وغیرہ۔

سقام قلعہ رہتک

مورخہ ۱۱۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ قدسی۔ مطابق ۱۷۔ جولائی یوم پنجشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگویند از سر بازیچہ حرفے | کزان پندے نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان | بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

(سعدی)

آغاز داستان

زمانۂ سابق مین مملکت ہندوستان کا ایک بادشاہ ابر رحمت نام تھا۔ یہ بادشاہ فی الحقیقت اسم بامسمی تھا اپنی رعایا کے حق مین رحم و شفقت عدل و انصاف۔ جود و سخا کی وجہ سے ابر رحمت ہی تھا۔ علاوہ ان سب خوبیون کے نہایت بہادر اور شجاع تھا۔ بہت سے ظالم مغرور اور سرکش بادشاہون کے ملک اوسنے اپنی بہادری سے فتح کر لئے تھے۔ بڑی تیز عقل اور فہم و فراست اور اعلیٰ درجہ کی عمدہ قوتِ انتظامی اوسمین موجود تھی ؎

مبارک کشوری کان کشور شاہی چنین باشد + مبارک منزلے کان منزلے ماہے چنین باشد

چین سے لیکر ابیسینیا (حبش) اور سلطنتِ روم (قسطنطنیہ) کی حدود تک تمام ممالک اس بادشاہ کے زیر نگین تھے۔ اس بادشاہ کے ہزارہا چینی اور ترکی غلام تھے یہ بادشاہ خود بھی قوم سے ترک تھا۔ اسکا انصاف اسقدر مشہور ہو گیا تھا کہ انسان تو انسان سمندر کے مگر اور نہنگ اور جنگل و بیابان کے درندے اور پلنگ وغیرہ بھی اوسکی عدل پسندی اور نصفت شعاری سے

(حدود سلطنت)

واقف ہوگئے تھے - اوس کے عہد عدالت مہد مین غزال اور شیر نیستان آپس مین ہم پہلو ہوتے اور بلا خوف بیٹھے نیند[1] سویا کرتے تھے باوجود اسقدر عز و شان اور رفعت مرتبت کے اس بادشاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا اِس فکر سے یہ بادشاہ بڑا رنجیدہ رہا کرتا تھا۔ مارے غم کے ساری رات نہین سوتا اور سارا دن نہایت رنج و افسوس مین گزارتا اور اِس قسم کے اشعار ورد زبان رکھتا

خرمنم برق الم سوخت چہ سازم چہ کنم ✿ تیر غم جان و دلم دوخت چہ سازم چہ کنم
داغم لالہ صفت از چمنستان جہان ✿ جز گل داغ نیندوخت چہ سازم چہ کنم

اور کہا کرتا کہ پچاس یا ساٹھ برس کی عمر سے کیا فائدہ جبکہ اسقدر مدت مین بھی کوئی اولاد نہو ؟
امورات سلطنت سے فرصت پاکر بادشاہ عبادت الٰہی مین اپنی اوقات گرامی گزارتا - رات دن بہت نہایت خشوع اور خضوع سے نماز اور روزہ مین مشغول رہتا۔ سچ ہے ؎

سر بادشاہان گردن فراز ✿ بدرگاہ او بر زمین نیاز

صرف نماز ہی ایک ایسی کنجی ہے کہ جو مشکلون کے دروازون کے قفلون کو کہولتی ہے - آخر کار اوسکی گریہ و زاری پہ رحم فرماکر رحمت الٰہی نے جوش کیا اور اللہ تعالیٰ کے کرم ہی بوسیلہ نماز و روزہ اس بادشاہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا ؎ از محیط فضل زیبا گوہرے آمد پدید ✿ بر سپہر صبح روشن اخترے آمد پدید ✿
شہزادہ کے تولد ہونے سے تمام شہرون اور سلطنت مین نہایت خوشی ہوئی - بادشاہ نے دائیون کو تلاش کرایا اور دو چار دائیون کو شہزادہ کے دودہ پلانے اور خبرگیری پر مقرر کیا -
بادشاہ نے پھر ایسے منجمون کو جو ستارون اور طالعون کا حال ثریا سے ثریٰ تک اور

---

[1] جانور خواہ پرند ہو یا چرند - درندہ ہو یا نہنگ ہو کوئی ہو وہ انسان کی ایسی صفات کو محسوس نہین کرسکتا اسلئے کہ قدرت نے اوسکو یہ مادہ حس کا نہین بخشا - اس قسم کے فقرے عبارت مین تحریر کرنیکا قاعدہ ممالک مشرقی کے مصنفین مین ہمیشہ سے رہا ہے - یہ جملے صرف مبالغہ اور تاکید کلام کے لئے آیا کرتے ہین مطلب صرف یہ کہ یہ بادشاہ بڑا عادل اور منصف تھا - ۱۲ مترجم عفی عنہ

سمار سے سماک تک جانتے تھے بلوا کر حکم دیا کہ شہزادہ کے طالع کا زائچہ بناؤ - نجومیون نے حسب الحکم زائچہ کھینچ کر بادشاہ سے عرض کیا کہ شہزادہ کی قسمت مین ایک بہت بڑی مصیبت کا زمانہ برداشت کرنا ہی یقینی ہے کہ اُس مصیبت کے زمانہ سے گذر جانے کے بعد یہ شہزادہ اپنی بلندی طالع اور خوش قسمتی سے نہایت کامرانی اور فارغ البالی اور عیش و عشرت سے حکومت کریگا اور ایسا عظیم الشان بادشاہ ہوگا کہ اوسکی تلوار مثل آفتاب کے تمام ہندوستان کو مشرق سے مغرب تک فتح کرلے گی اور یہ اپنے ہمعصرون مین نہایت مشہور ہوگا - یہ سب حال سنکر کچھ رنجیدہ اور کچھ شاد ہوکے بادشاہ نے منجمون کو انعام دیکر رخصت کر دیا - [۵] ہوئی کچھ خوشی اوسکو اور کچھ الم ہے کہ دنیا مین توام ہین شادی غم ہے اور شہزادہ کی خبر گیری مین مصروف ہوا - جب شہزادہ کی عمر دس سال کی ہوگئی تو بادشاہ نے ایک فاضل اور نرم دل اوستاد کو اوسکی تعلیم کے لئے مقرر کیا - علم ایک ایسی زبردست شے ہے کہ یہ نکمے "تانبہ کو طلا (سونا) بنا سکتا ہے - لیکن ایک مدت گذر گئی اور شہزادہ پر تعلیم کا کچھ اثر نہوا - جسقدر اوستاد شہزادہ کی تعلیم مین کوشش کرتا تھا سب رائیگان جاتی شہزادہ نے یہ بھی نہین جانا کہ اب وجد[لہ] اور ابجد[لہ] یا احد اور احمد مین کیا فرق ہے - اگر شہزادہ سے پوچھا جاتا کہ تین[۳] کسے کہتے ہین تو وہ جواب دیتا کہ دس کو - اور اگر یہ دریافت کیا جاتا کہ رات کسے کہتے ہین تو وہ کہتا کہ چاند کو - غرضکہ اسی طرح وہ کانٹون کو کھجور اور آگ کو اینٹ بتلایا کرتا - بادشاہ کو شہزادہ کا یہ حال دیکھ کر نہایت مایوسی ہوئی اس لئے کہ بادشاہ کو یہ امید تھی کہ یہ قطرۂ باران[لہ] (شہزادہ) موتی اور یہ ذرہ علم کے پڑھنے سے مثل آفتاب کے روشن اور مشہور ہوگا

[لہ] اب وجد کے معنی باپ اور دادا ۱۲ [لہ] ابجد حروف ہجا کا ایک موضوعہ حساب ہے - اس حساب مین ہر حرف ہجا کی ایک قیمت اعداد مین مقرر ہے - مثلاً الف کی قیمت عددی - ۱ - اور ب کی ۲ - الی آخرہ - اسکو حساب جمل بھی کہتے ہین ۱۲ [لہ] زمانہ سابق مین علی العموم اس بات کا یقین کیا جاتا تھا کہ ابر نیسان مین سے جو قطرہ سمندر مین سیپی کے منہ مین گرتا ہے وہی موتی ہوجاتا ہے - مگر تحقیقات سے یہ بات غلط ثابت ہوئی - موتی ایک سمندری جانور مردہ کا دل ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ

چمکدار ہو گیا ہو گا۔

شہزادہ کا یہ حال دیکھکر بادشاہ نے اپنی سلطنت کے کل عقلمندون اور دانشمندون کو جمع کر کے شوری کے لئے ایک دربار کیا اور کہا اور کہا ؎

در ہمہ کار مشورت باید ٭ کار بے مشورت نکو ناید

اور اونسے شہزادہ کا حال کہا اور کہا کہ مین نے اسکے پیدا ہونے کے لئے جو دعا کی تھی اوس سے مین اب پچھتاتا ہون۔ اگر مین بھی اوس نصیحت پر عمل کرتا کہ جو ایک ملّاح نے ایک جہاز کے ناخدا کو کی تھی۔ کہ "خدا کے کام خدا کی مرضی ہی پر چھوڑ دینے چاہئین" یعنی اس شہزادہ کے پیدا ہونے کی دعا نہ کرتا تو بہت بہتر ہوتا۔ کیونکہ مجھے اس بات سے شرم آتی ہی اور رنج ہوتا ہے کہ یہ شہزادہ جاہل ہے۔ حالانکہ یہ اتنے دنون سے پڑھتا ہے مگر ابھی تک بالکل جاہل ہی تعلیم سے اسکو کچھ بھی فائدہ حاصل نہین ہوا۔ آیندہ اوسکی تعلیم کے بارہ مین تمہاری کیا صلاح ہی۔

بادشاہ کی یہ تقریر سنکر اُن سب دانشمندون نے آپس مین مشورہ کیا انمین ایک شخص سندباد نامی بہت بڑا عالم اور فاضل تھا سب کی یہی مرضی ہوئی کہ اب سندباد شہزادہ کا معلّم اور اوستاد مقرر کیا جائے۔ اُن سب نے اپنا مشورہ سندباد سے ظاہر کیا کہ ہم تم مین ایسی قابلیت اور لیاقت دیکھتے ہین کہ تم شہزادہ کو پڑھاکر ہشیار بنا سکتے ہو۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ ہم بادشاہ سے تمہاری سفارش کرین اور ہم سب تم سے التجا کرتے ہین کہ اس بڑے کام (تعلیم) کی ذمہ داری کو تم قبول کرو۔ سندباد نے کہا کہ اتنے بڑے کام کی ذمہ داری مین تم مجھکو پھنسوا کر وہی بات کرتے ہو کہ جسطرح ایک لومڑی نے ایک بندر کی خوشامد کر کے فریب سے اپنا مطلب اُس سے نکلوا لیا۔

حکایت لومڑی اور بندر کی۔ ایک بڈھی لومڑی اپنی خوراک کی تلاش مین شرب کے کنارے کنارے چلی جا رہی تھی تھوڑی دور چلکر اوس نے یہ دیکھا کہ خشک زمین پہ

ایک مچھلی پڑی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر لومڑی بڑی خوش ہوئی اور دل مین کہا کہ میری محنت تلاش
رائیگان نہین گئی اور اب اس مچھلی کو مین بڑے مزہ سے کھاؤنگی لیکن معًا پھر اوسکو یہ خیال آیا
کہ یہ مچھلی زمین مین ایسی جگہ پڑی ہوئی ہے کہ جہان نہ پانی ہے اور نہ مچھلی والے کی دوکان ہے۔ یہ
ایک غیر معمولی بات ہے اسمین کچھ بھید ہے اس مچھلی کے پکڑنے مین احتیاط لازم ہے۔ رباعی

ہر کس کہ امان دین و دنیا طلبید + بے بدرقۂ حزم بمنزل نرسید
آئینۂ فکر را بزن صیقل حزم + تا روے مراد اندر آن بتوان دید

چنانچہ مچھلی کو چھوڑ کر لومڑی آگے کو روانہ ہوئی۔ اثناء راہ اوسکو ایک بندر ملا۔ لومڑی نے
دل مین سوچا کہ اس بندر کو فریب دیکر اس سے اپنا مطلب نکلوانا چاہیئے۔ اس لئے وہ بندر
کے پاس گئی نہایت ادب سے اوسکو سلام کیا اور کہا کہ ہرن۔ غزال۔ اور گورخر وغیرہ
یہ سب جانور آپکو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے ہین تاکہ آپ اُن سب جانورون کو اپنے ظل حمایت
مین لیکر شیر کے پنجۂ ظلم سے نجات دین۔ وہ رات دن زبردستی سے ایک نہ ایک جانور کو مار کر
اوسکا خون پیتا رہتا ہے۔ اُن سب جانورون نے اپنی یہ درخواست میری معرفت آپ کو کہلائی ہے
اور وہ سب آپکے انتظار مین سڑک پر موجود ہین تاکہ آپکے سر پر تاج حکومت رکھین اور آپ کو سلطنت
کے کل سپید و سیاہ کا مالک کر دین بندر لومڑی کی اس خوشامد سے اوسکے فریب مین آگیا اور
لومڑی کے ہمراہ اُس جگہ آیا جہان کہ وہ مچھلی اُس خشک زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ مچھلی کو دیکھتے
ہی لومڑی نے بندر سے کہا کہ چونکہ آپ ہم سب کے بادشاہ ہین اس لئے بلحاظ بادشاہی عظمت و
شان کے یہ خوراک آپ کی ہے آپ سے پہلے ہم خدام اور غلامون کا آپکے حضور مین اس مچھلی پر
ہاتھ ڈالنا کمال گستاخی ہے۔ بندر یہ سنکر اُس مچھلی کے پاس گیا اور اسکو فورًا اپنے مونہ سے
پکڑ لیا پکڑتے ہی اوسکا پاؤن ایک جال مین پھنس گیا جو کسی صیاد نے وہان لگا رکھا تھا۔
لومڑی نے اس موقعہ سے فائدہ اوٹھا کر بندر کے مونہ سے فورًا مچھلی چھین لی اور اُس کو جال مین

پھنسواکر خود ففرو ہوئی۔ اس حکایت کو سنکر اُن سب دانشمندون نے سندباد سے کہا کہ ہم آپ سے فریب نہین کرتے بلکہ ہمارا یہ یقین ہے کہ بہ نسبت ہمارے آپ شہزادہ کی تعلیم کے لیے سب سے زیادہ لائق مستحق اور احق ہین۔ ہم سب کا اور آپکا تناسب علم مثل سمندر اور قطرہ کے تناسب کے ہی آپ بلندی علم مین مثل آفتاب کے اور ہم سب مثل ذرہ کے ہین آپ عظمت و روشنی مین مثل چاند کے اور ہم مثل سُہا (ایک سب سے چھوٹے ستارہ کا نام) کے ہین۔

سندباد نے جواب دیا کہ مین تم سب سے زیادہ پڑھا ہوا نہین ہون یہ بات بیشک سچ ہی کہ ہم نے اور تمنے علم ساتھ ساتھ ہی پڑھا ہی اور مین علم مین تمھاری برابر ہی ہون۔ لیکن شہزادہ کو تعلیم دینا ایک عمدہ کام ہی کامیابی پر بادشاہ سے ایک بہت بڑے انعام اور فائدہ کی امید ہی لہذا ہم سب بادشاہ سے اپنی اپنی تعریف کرکے ذیل کی حکایت پر عمل نہین کرتے۔

حکایت گرگ۔ روباہ اور شتر کی

ایک بھیڑیا ایک لومڑی اور ایک اونٹ ایک دفعہ ہم سفر ہوے راستہ مین زادِ راہ اُن تینون کے پاس صرف ایک میٹھی روٹی تھی۔ گرمی کا موسم تھا اِن تینون نے ایک لمبی منزل کو طے کیا اور ایک تالاب کے کنارے پر جاکر ٹھہرے اور وہان کھانا کھانے کے لئے بیٹھے لیکن کھانے سے پیشتر ان مین یہ مشورہ ہوا کہ ہمارے پاس روٹی تو ایک ہی ہے اس مین ہم تینون کا پیٹ نہین بھر سکتا۔ ایک کا پیٹ ہی بھر جاوے یہی غنیمت ہی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم تم مین سے یہ روٹی وہی کھائے کہ جسکی عمر سب سے بڑی ہو۔

یہ گفتگو سنکر بھیڑیے نے کہا کہ ہندوستانی۔ ایرانی۔ اور ترک یہ سب لوگ اس بات کو جانتے ہین کہ پیشتر اُس زمانہ کے جبکہ اللہ تعالی نے دنیا اور زمین اور وقت اور عرصہ وغیرہ کو چھ دن مین پیدا کیا مین اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوگیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تم سب سے

مین بڑا ہون اس لئے میرا حق اس روٹی کے کھانے مین تم سب سے زیادہ ہے۔
یہ سنکر حیلہ باز اور معمر لومڑی نے کہا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو تمھاری بات مین کچھ شک و شبہ
نہین تم جس رات پیدا ہوئے تھے اوس رات تمھاری مان کے پاس مین بطور دایہ کے موجود تھی
مین نے وہان چراغ روشن کیا تھا تاکہ تم اندھیرے مین نہ پڑے رہو اور مین رات بھر مثل شمع کے تمھاری
مان کے سرہانے کھڑی رہی تھی اس لئے اس روٹی پر سب سے زیادہ میرا حق ہے۔ اونٹ ان دونون
کی یہ گفتگو سن کر اور دلمین سوچ کر کہ ان مکارون سے بغیر مکر و فریب کے عہدہ برائی نہ ہوگی اور
یہ خیال کر کے کہ بزرگون کا قول ہے کہ ؏

با بدان بد باش و با نیکان نکو ٭ جای گل گل باش و جای خار خار

مثل ایک چھوٹی سی دیوار کے ان دونون کے آگے آکر کھڑا ہو گیا اور یہ کہکر کہ واقعی اور صریح حالات کی
چیز کو کوئی پوشیدہ نہین کر سکتا ظاہر ہے کہ جب میری اسقدر بڑی گردن اور اتنے لمبے پیر
اور اتنی کمر ہے تو اس سے یہ نتیجہ نہین ہو سکتا کہ میری مان نے مجھے کل کے دن یا رات ہی کو جنا
ہو۔ بلکہ تم دونون سے بہت پہلے کی میری پیدایش ہے اونٹ نے ان دونون کے آگے سے روٹی اوٹھا لی اور
فوراً نگل گیا۔ ان سب عقلمندون نے یہ حکایت سنکر سندباد کی فطانت اور عقل کی بڑی تعریف کی اور
کہا کہ بیشک آپکا فرمانا سچ ہے۔ گو ہم سب مین آپ ہی کی برابر علم ہے مگر ہم خوب جانتے ہین کہ آپکی
برابر عقل و تمیز ہم مین نہین ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ بغیر فہم و ادراک۔ صرف علم جاننے ہی سے ایسا
مشکل کام کہ جیسا اس شہزادہ کی تعلیم کا کام ہے انجام نہین پا سکتا۔
ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ یک من علم را دہ من عقل باید۔ اس لئے اگر آپ اس کام کی ذمہ داری
کو اپنے اوپر گوارا فرمالین گے تو ہم آپ کے کمال ممنون ہونگے۔ سندباد نے اونکے اصرار سے
اونکی درخواست منظور کر لی۔ ان سب عقلمندون نے شہزادہ کی معلمی اور اوستادی کے لئے بادشاہ

سے سند باد کے لئے تقرری کی سفارش کی۔ بادشاہ نے اُن سب کی رائے منظور کر کے پہلے اُستادوں اور معلموں کو موقوف کر کے سند باد کو شہزادہ کا اُستاد ادیب اور معلم مقرر کیا۔

شہزادہ کو تعلیم دینے سے پیشتر سند باد نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر میں شہزادہ کے پڑھانے میں کوشش کروں اور شہزادہ کچھ عرصہ تک مصداق سے

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست ✣ سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست

عقل و تمیز حاصل نہ کر سکے تو اس امر میں مثل پہلے معلموں کے آپ میری نالائقی فوراً تصور نہ فرمالیں ورنہ وہی مثل صادق آویگی جیسے کہ کشمیر کے بادشاہ اور ایک مہاوت کی حکایت مشہور ہے۔

حکایت ایک مہاوت اور کشمیر کے بادشاہ کی

کشمیر کے ایک شہزادہ نے بادشاہ کشمیر کو بطور نذر ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ یہ ہاتھی قد و قامت میں سیاہ پہاڑ اور رفتار میں آندھی اور شرارت و شوخی میں بحر رواں موج کی مانند جنبش کرتا اور مثل سیلاب کے آگے بڑھتا تھا۔ بادشاہ نے مہاوتوں کو بلا کر یہ فرمایا کہ جو کوئی اس ہاتھی کو سدھا دیگا اور ہلالیگا اوسکو اس ہاتی کے وزن کی برابر سونا چاندی اور جواہرات انعام میں دئے جاینگے ایک مہاوت نے عرض کیا کہ میں اس ہاتھی کو ہلاونگا چنانچہ وہ ہاتھی اس مہاوت کی سپرد کر دیا گیا اور اوسنے اوسکو تین برس کے عرصہ میں پورے طور سے سدھایا اور پھر بادشاہ کی حضور میں لایا۔ بادشاہ امتحان کے لئے ہاتھی پر سوار ہوا۔ ہاتھی بادشاہ کے سوار ہوتے ہی فوراً جنگل کی جانب بھاگ گیا درباریوں اور سب حاضرین کو بادشاہ کی جان کا خوف ہو گیا لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ہاتھی نہایت آہستہ قدمی سے شہر میں واپس لوٹ آیا۔

بادشاہ نے مہاوت سے کچھ پوچھے بغیر نہایت غصہ میں حکم دیا کہ مہاوت کو اس ہاتھی کے پیروں میں ڈلوا کر کچلوا ڈالو تاکہ اسکا جسم پاش پاش ہو جائے۔ مہاوت نے بادشاہ سے عرض کیا۔

کہ افسوس آپنے میرے ہنرون پر کچھ خیال نفرمایا ۔ اگر میرا جرم عفو فرماکر جان بخشی فرمائی جاوے تو
اسکا حال عرض کرون ؎

دوست دارد عفورا پروردگار ٭ آنچہ ایزد دوست دارد دوست دار

مہاوت نے بادشاہ کا حکم سنکر بادشاہ کی حضور مین بہت الحاح وزاری کی کہ میری قدامت پر
لحاظ فرمایا جاوے ۔ میرے بال آپکی خدمت مین سپید ہو گئے ہین میرے بال بچون پر رحم فرماکر
قتل سے درگذر ین ورنہ میرے بال بچے یتیم ہو جاوینگے ۔ بادشاہ کو اوسکی گریہ وزاری پر رحم آگیا
اور مہاوت کی جان بخشی فرمادی ۔ اب مہاوت نے ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ کی حضور مین ہاتھی سے
نہایت عمدہ عمدہ کرتب کہ جو اوس نے محنت سے ہاتھی کو سکھائے تھے کرائے ۔ جس کے دیکھنے سے
بادشاہ اور سب حاضرین کو معلوم ہوا کہ مہاوت نے ہاتھی کو پورے طور سے ہلایا اور سدھایا ہے
مہاوت نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جہان پناہ ۔ آپکے سوار کرکے ہاتھی کو جنگل کی جانب مین نے
ہی بھگا دیا تھا کہ آپ پر ظاہر ہو کہ ہاتھی کو تند اور تیز کرکے پھر مین کس طور سے اوسکو آہستہ قدمی سے
چلا سکتا ہون بادشاہ بہت خوش ہوا اور مہاوت کو انعام موعودہ عطا کیا ۔

سندباد نے کہا کہ شہزادہ کے پہلے استادون کی ناکامیابی اونکی بدقسمتی سے ہوئی جسطرح کہ
مہاوت نے بدقسمتی سے اول اول اپنا انعام ضائع اور قتل کا حکم پایا ۔ حالانکہ اوس نے ہاتھی کو
پورے طور سے سدھایا اور ہلایا تھا ۔ یہ سنکر بادشاہ نے سندباد کی تسلی فرمائی کہ ہم ایسا خیال
نہین کرینگے ۔ سندباد نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مین اقرار کرتا ہون کہ مین شہزادہ کو چھ مہینے
کے عرصے مین تمام علوم و فنون مین اسقدر ماہر کردونگا کہ جسقدر کوئی دوسرا شخص تیس سال کی محنت شاقہ
سے بھی کمال حاصل کرسکے ۔ پھر بادشاہ نے شہزادہ کو تعلیم کے لیے سندباد کے سپرد کردیا ۔
سندباد نے شہزادہ کو اب اس طور سے تعلیم دینا شروع کی کہ علم کی جس شاخ کو اوسکو پڑھاتا اوسکے
مطابق ایک دیوار پر شکلین کھینچ کر شہزادہ کو عملی طور سے سمجھاتا ۔ یہانتک کہ تھوڑے ہی عرصہ

(سندباد کا شہزادہ کو تعلیم دینا)

شہزادہ ہر علم مین پورے طور سے ماہر ہوگیا۔ سچ ہے ؎

بحکمت حل ہر مشکل توان کرد ٭ بحکمت کام دل حاصل توان کرد

مقررہ اور معہودہ ایام کے اختتام پر شہزادہ کو ہر علم و فن مین پورا پورا عالم فاضل اور ماہر کر کے سندباد نے نجومی رو سے اوسکا حال دیکھا - اور یہ معلوم کر کے کہ شہزادہ کی پیدائیش کے وقت منجمون نے شہزادہ پر ایک مصیبت کے زمانہ کے آنے کی جو پیشین گوئی کی تھی وہ اب وقت آ پہونچا ہے سندباد کو بہت افسوس ہوا۔

(سندباد کی شہزادہ کو نصیحت)

اس لئے اوسنے شہزادہ سے یہ کہا کہ کل مین تم کو بادشاہ کی حضور مین لیجاونگا وہان تمہارے علم اور عقل و تمیز کا امتحان ہوگا - مگر کل ہی کے دن سے تمہاری تقدیر کی مصیبتون کا زمانہ بھی شروع ہوگا - اگر تم اس مصیبت کے زمانہ سے بچنا چاہتے ہو تو جو مین کہتا ہون اوس پر عمل کرو - یعنی کل سے سات دن تک برابر خاموش رہو - بادشاہ سے یا کسی اور شخص سے ہرگز ہرگز کوئی کلام نکرنا - پھر اوس کے بعد یہ زمانہ مصیبت تم پر سے ٹل جاویگا اور اگر اسکے برخلاف کروگے تو تم کو اختیار ہے - شہزادہ نے خاموش رہنے کا اقرار کرلیا اور کہا ؎

چو روے نگرد و خدنگ قضا ٭ سپر نیست مر بندہ را جز رضا

دوسرے دن سندباد شہزادہ کو لے کر بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا۔

بادشاہ کا دربار منعقد کرکے شہزادہ اور سندباد کو طلب فرمانا اور اُس سے چند سوالات کرنا اور شہزادہ کا خاموش رہنا

شہزادہ کی تعلیم کے مقررہ اختتام کے دن پر بادشاہ نے ایک دربار منعقد کیا جب سب درباری جمع ہوگئے وزرا اور ارکین سلطنت اپنی اپنی مقررہ نشستون پر آکر بیٹھ گئے تو

توبادشاہ نے ایک ہرکارہ بھیجکر سندباد اور شہزادہ کو طلب فرمایا چنانچہ حسب الطلب شہزادہ اور سندباد حاضر ہوئے۔ شہزادہ نے بادشاہ کی حضور مین پہنچ کر نہایت ادب سے بادشاہ کو سلام کیا۔ تمام حاضرین اور ارکین سلطنت اور بادشاہ شہزادہ کے ایسے مؤدب اور مہذب ہونے سے نہایت مسرور اور شاد ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ نے شہزادہ سے امتحاناً کئی سوال کئے اور جواب نہ پانے پر مکرر سہ کرر شہزادہ سے پوچھا۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ شہزادہ برابر چُپ اور خاموش رہتا ہے اور کچھ جواب نہین دیتا۔ بادشاہ اور سب درباریون کو بڑا افسوس ہوا اور سبکر حیرت مین ڈوب گئے

گریبان گیر شد از موج حیرت بس که طوفانم ✤ برنگ ناخدای کشتی تصویر حیرانم

بادشاہ نے وزیرون سے فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ جس سے یہ راز سربستہ معلوم ہو کہ شہزادہ نے خاموشی کیون اختیار کی ہے ؟

وزیرون نے عرض کیا کہ حسب الحکم سلطانی اس راز کے معلوم کرنے کی کوشش اور تدبیر کیجاویگی کہ اتنے مین بادشاہ کے حرمون مین سے ایک حرم بادشاہ کے پاس آئی اور وہان شہزادہ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر اوسپر عاشق ہوگئی اوسنے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر آپ اجازت دین تو مین شہزادہ کو اپنے محل مین لیجاکر رکھون اور وہان مین کسی نہ کسی تدبیر سے شہزادہ سے اسکی خموشی کا حال دریافت کرکے آپکو اطلاع دونگی۔ بادشاہ اس بات پر رضامند ہوگیا۔ چنانچہ یہ عورت شاہزادہ کو اپنے محل مین لے گئی اور وہان موقع پاکر اپنی کچھ خواہش شہزادہ سے ظاہر کی اور کہا کہ اگر تو میرا کہنا مانیگا تو مین آج ہی بادشاہ کو زہر دیدونگی اور پھر تو باسانی تخت نشین ہوجاویگا۔

لیکن اس عورت کی یہ خواہش کچھ ایسی بیہودہ ناک ناجائز۔ اور سخت نفرت انگیز تھی کہ شہزادہ نے یہ درخواست نہایت طیش اور غصہ کے ساتھ نامنظور کی۔ اس حرم نے اب یہ خیال کرکے کہ جب یہ شہزادہ بولنے لگیگا تو میرا یہ سب حال بادشاہ سے ضرور کہیگا اور یہ احوال سنتے ہی بادشاہ مجکو اوسی وقت قتل کردیگا۔ یہ تجویز سوچی کہ شہزادہ کے بولنے سے پہلے ہی اسکا کچھ علاج

واقعہ قبل از وقوع باید کرد۔ اسکا بند و بست کرنا چاہتے۔ اس لئے یہ عورت بادشاہ کی حضور مین گئی اور عرض کیا کہ شہزادہ کے میری جانب نہایت بد خیالات ہین۔ ماسوا اسکے شہزادہ آپکے قتل کی فکر مین بھی ہے۔

یہ بات سنتے ہی بادشاہ کو اپنی جان کا نہایت خوف ہو گیا اوس نے بلا سوچے سمجھے اس عورت کی بات کا پورے طور سے یقین کر لیا اور بغیر کسی قسم کی تحقیقات یا کسی کی صلاح و مشورہ کے جلّاد کو بلوا کر یہ حکم دیا کہ شہزادہ کو اسی وقت قتل کر دیا جاوے۔ پھر بادشاہ نے عرب کا یہ قول پڑہا۔ ؎

دانی چہ گفتہ اند بنی عوف در عرب ✣ نسل بریدہ بہ کہ مو الید بے ادب

(وزرا کا مشورہ) یہ حکم سنکر بادشاہ کے وزیرون نے آپس مین ایک مجلس شوریٰ منعقد کی۔ اور یہ مشورہ کیا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے کہ جس سے شہزادہ کی جان بچ جائے۔ بادشاہ نے بغیر کسی مشورہ کے یا کسی تحقیقات کے جلدی مین بلا غور و خوض کئے ایسا حکم دیدیا ہے۔ اس امر مین ہم کو حرم شاہی کا فریب معلوم ہوتا ہے۔ وزرا مین سے ایک نے یہ کہا کہ میری راے یہ ہے کہ جبکہ بادشاہ نے ہم سے اس امر مین مشورہ نہین کیا تو ہمارے لئے بھی مناسب ہے کہ ہم اس معاملہ مین دخل ہی ندین ؎

سخن تا نہ پرسند لب بستہ دار ✣ گہر نشکنی تیشۂ آہستہ دار

یہ راے سنکر وزیر اعظم نے کہا کہ اگر شہزادہ کے قتل کا معاملہ نہوتا تو بلاشک یہ راے بہت مستحسن تھی اور ہم سب اسی راے سے اتفاق کرتے ؎

چو کارے بے فضول من برآید ✣ مرا در وے سخن گفتن نشاید

اگرچہ خاموش رہنا مناسب ہے، لیکن اس معاملہ مین خاموشی ظلم کی برابر ہوگی۔ ؎

نظر کردم بہ چشم راے و تدبیر ✣ ندیدم بہ ز خاموشی خصالے
نگویم لب بہ بند و دیدہ بر دوز ✣ ولیکن ہر مقامے را مقالے (سعدی)

بادشاہ کو ایک حرم سے دہوکہ دیکر شہزادہ کے لئے حکم قتل حاصل کرلیا ہے۔ اس جگہ خاموش رہنا مناسب نہیں۔

ع

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ✤ وگر خاموش بنشینم خطا است

وزیر اعظم نے کہا کہ مین تم سے بندرون کے بادشاہ کی ایک حکایت بیان کرتا ہون۔ اول وہ سن لو۔ بندرون کا بادشاہ بھی کسی کے صلاح و مشورہ پر عمل نہین کیا کرتا تھا۔

حکایت بندرونکے بادشاہ مسمی روزبہ کے زوال کی

ایک روز بندرون کا بادشاہ اپنی سلطنت کے ایک بلند بالا پہاڑ پر شکار کھیلنے گیا وہان جاکر اوسنے یہ دیکھا کہ ایک بکری ایک بڑھی عورت کے ٹکر مار رہی ہے۔ بادشاہ نے یہ ماجرا اپنی فوج کے افسرون سے بیان کیا۔ فوج کے سپہ سالار نے روزبہ سے کہا کہ یہ ایک بہت بڑے راز کی بات ہے۔ اور یہ بات اب ضروری اور لازمی ہے کہ اگر آپ اپنی اور اپنے سب تابعین کی جان بچانا چاہتی ہین تو آپ یہان سے جلا وطنی اختیار کرلین۔ اور نقل مکان کرکے یہان سے چلے جاوین۔ روزبہ نے اس مشورہ پر کچھ غور و خیال نہین کیا۔

ایک روز اس معمر عورت نے بکری کی روزانہ ٹکرون سے پریشان ہوکر اوسکے بالون مین آگ لگادی۔ بکری جلتے ہوئے بالون سمیت جنگل مین ادھر ادھر بھاگنے لگی اوسکے بالون سے تمام جنگل مین آگ لگ گئی۔ اس جنگل مین انسانون کے بادشاہ کے ہاتھی چرا کرتے تھے آگ کے جنگل مین لگنے سے ہرچند وہ بے تحاشا بھاگے لیکن اونکی کمر اور پیر جلگئے بادشاہ نے حکیمون سے پوچھا کہ جلی ہوئی جگہ پر کیا لگانا چاہئے کہ جس سے جلد آرام ہوجاے حکیمون نے عرض کیا کہ جلے ہوئے بدن پر بندرون کی چربی لگانے سے بہت جلد آرام اور زخم کا اندمال ہوجاتا ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے ہرچہار جانب بہت سے سوار بھیجے اور حکم دیا کہ جسقدر بندر مل سکین سب کو مار کرلے آؤ۔ سوار گئے اور جسقدر بندر ملے سب کو مار ڈالا۔ ان

بندرون مین روزبہ بھی مارا گیا ٥

ہر کہ بے تدبیر کارے کرد مالک از دست داد ✤ ملک میخواہی بنای کار بر تدبیر نہ

بہر تسخیر ممالک لشکر و خیل و حشم ✤ جملہ در کار اند لیکن زین ہمہ تدبیر بہ

اس حکایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ جس بندر نے روزبہ کو نقل مکان کرنے کی صلاح دی تھی وہ اوسکا نہایت خیرخواہ اور نمک حلال تھا۔ روزبہ نے چونکہ اوسکے مشورہ پر عمل نہین کیا اس لیئے وہ مارا گیا سچ ہے جو شخص عقلمندون کی صلاح اور مشورہ پر کاربند نہین ہوتا وہ ہمیشہ پشیمان ہوتا اور معرض ہلاکت مین پڑتا ہی ٥

رو مپیچ از مشورت زیرا کہ ارباب خرد ✤ مشورت را پیشکار اہل دولت گفتہ اند

(وزیرون کا اتفاق)

وزیراعظم نے کہا کہ گو بادشاہ نے از خود ہمسے اس معاملہ مین صلاح نہین لی ہے مگر بمقتضاے نمک حلالی اور نمک خواری ہمپر یہی فرض ہی کہ ہم بادشاہ کو اس معاملہ مین خود ہی عمدہ اور نیک مشورہ دین۔ سب وزیرون نے وزیراعظم کی راے کو بہت پسند کیا پھر اونکا یہ مشورہ ٹھیرا کہ ہم مین سے ہر روز ایک وزیر بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا کرے اور تعجیل اور شتابکاری کی برائی اور مذمت مین اور عورتون کے مکر و فریب کے بیان مین بادشاہ سے حکایتین اس تدبیر و ترکیب سے بیان کیا کرے کہ حسن بیان اور نتیجۂ حکایت سے بادشاہ متوثر اور متنبہ ہوکر سات روز تک روزانہ شہزادہ کے حکم قتل کی تعمیل ملتوی فرما دیا کرے۔ تاکہ اس تدبیر سے وہ ہفت ایام منقضی ہو جاوین کہ جس عرصہ کے لیئے شہزادہ نے بولنے کا عہد کرلیا ہے۔ ان ایام کے گزرنے کے بعد شہزادہ اپنی بریت کے لیئے اپنا حال خود صاف صاف اور صحیح صحیح مفصل بیان کردیگا۔

(وزیراعظم کا بادشاہ کو)

شہزادہ کے حکم قتل کی تعمیل سے پہلے اول روز وزیراعظم حسب قرار داد وزرا بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور بعد از دعاے ازدیاد عمر و دولت و اداے آداب خادمانہ بادشاہ کی انصاف پسندی اور نصفت شعاری کی نہایت تعریف اور توصیف کی۔ پھر عرض کیا کہ جہان پناہ

فدوی کو معلوم ہوا ہے کہ حضور نے شہزادہ کے قتل کا حکم صادر فرمایا ہے۔ حکم شاہی مین دخل دینا سخت گستاخی ہے لیکن بلحاظ نمکخواری اس موقع پر چپ رہنا عین کور نمکی ہے۔

شہزادہ کو صرف ایک عورت کے الزام لگانے سے بغیر کسی قسم کی شہادت یا تحقیقات کے یا شہزادہ سے جواب لئے بغیر ہرگز ہرگز قتل نہ فرماوین۔ عورت کے مجرد بیان پر یقین نکرلین۔ عورت کے خیالات بہت خراب اور اوسکی خواہشین فاسد ہوا کرتی ہین۔ اوسکی خلقت مین سانپ کی طرح سے بل پڑے ہوئے ہوتے ہین اوس سے کسی راستی اور بھلائی کی بات کی امید رکھنا بالکل فضول ہے۔ ؎

اگر نیک بودے سرانجام زن ٭ زنان را مزن نام بودے نہ زن

جہان پناہ! اس بات سے بخوبی واقف ہین کہ جب تک تیر چٹکی ہین سے نہین چھوٹتا اسوقت تک تیر انداز ہی کے قبضہ مین رہتا ہے لیکن جبکہ کمان سے تیر یا لفظ زبان سے نکلجاتا ہے پھر اوسپر انسان کا کچھ قابو نہین رہتا۔ خدا نکرے کہ حضور کو اپنی جلدبازی پر بعد مین تاسف کرنا اور پچھتانا پڑے۔ جسطرح کہ ایک شخص اپنے ایک بے گناہ طوطے کو مارکر بعد مین پچھتایا۔ بادشاہ نے کہا وہ حکایت کسطرح ہے۔ وزیر اعظم نے اسطرح کہنا شروع کیا۔

حکایت شکر فروش اور طوطے کی

ایک قصبہ منظر حلوائی کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ اس شکر فروش کے پاس ایک طوطا بھی تھا کہ جو اوسکے گھر مین پولیس۔ جاسوس اور چوکیدار وغیرہ سب کا کام انجام دیتا تھا اگر کوئی مکھی شکر پر بیٹھ جاتی تو یہ طوطا اوسی وقت اپنے بازوؤن کو پھڑپھڑاتا۔ حلوائی فوراً آگاہ ہوکر مکھی کو اوڑا دیا کرتا۔ جب یہ شکر فروش گھر سے باہر جاتا اور اوسکی عدم موجودگی مین گھر مین جو کچھ ماجرا گذرتا طوطا شکر فروش کے آتے ہی وہ سب حال اوس سے کہدیا کرتا ایک رات شکر فروش اپنے گھر مین نہین آیا اور جاتا ہوا طوطے سے کہہ گیا کہ رات کو مکان مین

جو کچھ واقع ہو صبح کو سب مجھ سے اُس سے مطلع کرنا۔
شکر فروش کی بیوی بھونڈی بد رو بیہا اور فاحشہ تھی اوسکے ایک عاشق نے یہ معلوم کرکے کہ آج شکر فروش اپنے گھر مین موجود نہین ہے گلاب کے پھول کو کہ جس مین اب خار کا کھٹکا نہین رہا تھا توڑنا چاہا اور باغبان کو موجود نہ پاکر باغ مین چلا آیا یعنی شکر فروش کی بیوی کے پاس آگیا اور صبح تک شکر فروش کے گھر مین رہا۔ جب شکر فروش صبح کو اپنے گھر آیا تو اوسنے طوطے سے پوچھا کہ رات کا حال مجھسے بیان کر۔ اول تو طوطے نے تامل کیا پھر بالتفصیل کہدیا کہ رات کو یہان تمہاری بیوی کا عاشق آیا تھا یہ سنکر شکر فروش نے اپنی بیوی کو خوب پیٹا۔
شکر فروش کی بیوی نے یہ خیال کیا کہ اور تو کوئی شخص یہان موجود نہین تھا جو رات کے واقعہ کا حال کہتا یہ سب حال طوطے ہی نے شکر فروش سے کہا ہے۔ اوسنے طوطے سے بدلہ لینا چاہا چنانچہ جب اسی طرح ایک اور رات شکر فروش اپنے مکان مین نہین آیا اور طوطے کو مکان کی نگہبانی کے لئے حسب معمول کہہ گیا تو اس عورت اور اوسکے عاشق نے ایک پرمکروفریب تدبیر نکالی۔ وہ یہ کہ طوطے کے پنجرہ پر پردہ ڈالکر اوسکے نیچے چکی پیسنی شروع کردی اور قفس کے اوپر چھلنی (غربال) مین سے پانی ڈالا اور چراغ کی جانب آئینہ رکھکر پنجرہ پر اوسکا عکس ڈالا۔
طوطے کو اس بات کا پورا یقین ہوگیا کہ آج خوب بارش ہورہی ہے بادل گرج رہا ہے اور بجلی چمک رہی ہے۔ جب صبح کو شکر فروش اپنے گھر آیا اور طوطے سے رات کا حال پوچھا تو اوسنے بادل کی گرج اور بجلی کی چمک اور مینہ برسنے کا تمام حال کہہ سنایا۔ شکر فروش نے خیال کیا کہ رات کو تو مطلق بارش نہین ہوئی جسطرح یہ طوطا اب جھوٹ بول رہا ہے اسی طرح اول مرتبہ بھی میری بیوی کا بہتان اس نے بہتان باندھکر مجھسے جھوٹ ہی کہا ہوگا۔ یہ خیال آکر اوسکو بڑا غصہ آیا اوسنے طوطے کو پنجرہ مین سے نکالکر اوسی وقت مار ڈالا بعد ازان شکر فروش کو کسی نہ کسی طرح اس واقعہ کی خبر ہوگئی تو وہ طوطے کو مارکر اپنی تعجیل کامی پر بہت ہی پچھتایا اور طوطے کے بیگناہ مارے جانے پر زار زار

یہ حکایت کہہ کر وزیر اعظم نے عورتون کے مکر و فریب کی نسبت ایک اور حکایت بادشاہ
سے کہنا شروع کی۔

حکایت سپاہی اور ایک عورت کی

شہر سبا مین ایک سپاہی نے ایک درزی کی بیوی سے ناجائز تعلق کر رکھا تھا ایک روز سپاہی
نے درزن کے بلانے کو اپنے نوکر کو اوسکے پاس بھیجا۔ لیکن یہ درزن ایسی فاحشہ تھی کہ اوس
سپاہی کے حسب الطلب اوسکے گھر جانے کی بجاے اس نوکر ہی کو تمام رات اپنے گھر مین رکھنا
چاہا۔ جب نوکر آدھی رات تک سپاہی کے پاس کچھ جواب لیکر نہ گیا تو سپاہی سے زیادہ انتظار
نہ کیا گیا اور وہ درزی کے گھر چلا آیا۔ سپاہی کو آتے دیکھ کر نوکر خوف زدہ ہو گیا لیکن درزن نے
اوسکو اندر کے کمرے مین چھپا دیا اور سپاہی کو خاطر و تواضع سے اندر بلا کر اوس سے اختلاط کی باتین
کرنے لگی۔ اسی اثنا مین درزی بھی اپنے گھر کی جانب آتا ہوا نظر آیا۔ اپنے شوہر کو آتے ہوے
دیکھ کر درزن کے حواس اور اوسان بالکل بجا اور ٹھیک رہے وہ ذرا نہ گھبرائی اور اوس نے
سپاہی کو یہ تدبیر بتلائی کہ تو ننگی تلوار لئے ہوئے اس مکان سے بڑی غصہ کی شکل بنا کر نکلجا
اس ہیئت کذائی سے سپاہی دروازہ سے نکلنے ہی کو تھا کہ درزی اپنے مکان کی ڈیوڑھی پر
آپہونچا اور سپاہی کو اوس حالت مین دیکھکر اوسکا غصہ کا فرو کرنے کے لئے بڑے احترام و عزت
سے اوسکو مکان مین لا کر اپنے پاس بٹھایا۔

درزن نے کہا کہ یہ سپاہی تو ابھی ابھی اپنے نوکر کو تلاش کرتے ہوے یہان آئے تھے اور نوکر
اپنی جان بچا سے بھاگتا پھرتا تھا مین نے اوسپر رحم کرکے کہ مبادا غصہ مین یہ سپاہی اوسکو مار ڈالین
نوکر کو اندر کے کمرہ مین چھپا دیا ہے تاکہ انکی نظر اوسپر نہ پڑے۔ یہ سادہ لوح درزی اپنی
عورت کے فریب مین آ گیا اور اوس نوکر کو مکان کے اندر سے باہر لا کر سپاہی سے اوسکا قصور
معاف کرایا اور بڑی خوش خلقی سے سپاہی اور نوکر کو اپنے مکان سے رخصت کیا۔

وزیراعظم نے کہا کہ جہان پناہ! شہزادہ کے قتل مین جلدی نہ فرماوین۔ عورتین اکثر فریب کیا کرتی ہین۔ ممکن ہے کہ شہزادہ کے ساتھ بھی فریب کیا گیا ہو۔

بادشاہ نے یہ حکایتین سنکر شہزادہ کے قتل کا حکم ملتوی کردیا اور شہزادہ کو جیلخانہ مین بھیجدیا اور فرمایا کہ اس حکم پر پھر غور کیا جاے گا۔

دوسرے دن صبح کو بادشاہ کی حرم بادشاہ کے پاس پھر آگئے اور انصاف کی خواستگار ہوئی اور بادشاہ کی حضور مین وزیرون پر یہ الزام لگایا کہ میرے خیال مین وزیرون نے شہزادہ سے رشوت لیلی ہے اسی وجہ سے یہ اوسکی بیجا طرفداری کرتے ہین اور آپکی بجاے یہ شہزادہ کا بادشاہ ہونا چاہتے ہین۔ اگر آپ شہزادہ کے قتل کرنے مین میری صلاح نہین مانینگے تو آپ کو بھی وہی رنج اوٹھانا پڑیگا جو ایک دھوبی نے اپنے بیٹے سے اوٹھایا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ حکایت کسطرح ہے عورت نے اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت دھوبی اور اوسکے شریر بیٹے کی

اوس زمانہ مین کہ جب تک نہ کشتی بنی تھی اور نہ طوفان آیا تھا ملک مصر کے دارالخلافہ مین ایک دھوبی نوح نامی رہا کرتا تھا وہ کپڑے دھونے کے لئے مثل ذرہ کے تمام دن آفتاب مین اور مثل مچھلی کے تمام سال پانی مین رہا کرتا تھا اپنے کام مین بہت مستعد اور ہوشیار اور ایسا صناع تھا کہ اپنے صابن سے سیاہ آدمی (حبشی) کو دھوکر سفید بنا سکتا تھا۔ دھوبی کا ایک شریر لڑکا کنعان نام تھا۔ کپڑے لادنے کے لئے دھوبی کے پاس ایک گدھا تھا۔ جسوقت دھوبی پانی مین کھڑا ہوکر کپڑے دھوتا تو اوسکا لڑکا گدھے پر سوار ہوکر اوسکو پانی مین بھگاتا۔ گدھے کے بھاگنے کی وجہ سے لڑکا اکثر پانی کے اندر گر پڑتا۔ دھوبی اس خوف سے کہ مبادا میرا لڑکا پانی مین ڈوب جاوے یا کوئی مگر اور نہنگ اوس کو ضرر پہونچاوے گھڑی گھڑی کپڑے چھوڑکر اپنے لڑکے کو اوٹھا لیجاتا۔ اسوجہ سے اسکو کپڑے دھوتے ہوئے بڑی تکلیف ہوتی تھی

ایک دن یہ لڑکا گدھے کی کمر سے گر کر اسقدر عمیق پانی مین جا پڑا کہ ایک نیزے سے زیادہ
پانی اوسکے سر کے اوپر سے بہنے لگا۔
یہ حال دیکھکر اوسکا باپ اوس کے بچانے کے لئے گیا تو اوس لڑکے نے اپنے باپ کے
بال پکڑ لیئے۔ آخرکار اس کشمکش مین وہ دونون ڈوب گئے۔ بادشاہ نے اس حکایت کو
سُنکر جلاد کو حکم دیا کہ شہزادہ کو قتل کردے۔ اس حکم کے سُنتے ہی دوسرا وزیر بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا اور بعد ادا ے آداب ضروری کے اوس نے بادشاہ کو یہ مشورہ دیا کہ جہان
پناہ حکم قتل کو آج اور ملتوی فرمایا جاوے اور شہزادہ کے قتل مین شتابی کو کام نفرماوین۔
تعجیل کاری بہت بُری ہوتی ہے ایسا نہو کہ آپ کو بعد مین تاسف اور ملال پیدا ہو۔ شعر

مکن در امور سیاسی شتاب ؛ زراہ تانی عنان برمتاب
کہ صد خون بیکدم توان ریختن ؛ ولے کشتہ نتوان بر انگیختن

مجھے ایک تیتر کی حکایت یاد ہے جس نے شتاب کاری کی وجہ سے اپنی مادہ کو بیگناہ قتل کیا
اور بعد مین اپنی جان عزیز بھی ضائع کی۔ وہ حکایت حسب ذیل ہے۔

حکایت دو تیترون کی۔ تیترون کے ایک جوڑے مین آپس مین اسقدر محبت تھی
کہ وہ مثل دو روح اور ایک قالب کے یا مانند دو جسم اور ایک لباس کے تھے۔ اونکے جسقدر بچے پیدا
ہوتے اونکو ایک باز مار کر کھا جایا کرتا تھا اسوجہ سے وہ دونون بہت غمگین اور متفکر رہا کرتے تھے
باز کو اس امر سے باز رکھنے کے لئے کوئی تدبیر نہین بن پڑتی تھی۔ آخرکار اونہون نے مصلحت
اسی مین دیکھی کہ یہان سے اب اور جگہ چلکر سکونت اختیار کرنا چاہیئے۔ شعر

سفر بہتر آنرا کہ در جار خویش ؛ دلش از غم این و آن ابتر است
کہ ہر چند رنج سفر بد بود ؛ ولے از جفاے وطن بہتر است

اب یہان رہنے مین لطف نہین رہا وہ دونون آپس مین روانگی کا مشورہ کر ہی رہے تھے کہ

کہ ہدہد بھی اونکی ملاقات کے لئے آگیا اور اونکو آمادۂ سفر پاکر اونکے آگے شیراز کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ وہان خشک پتے اور کانٹے گلاب سے بھی زیادہ شیرین اور نرم ہوتے ہین۔ وہان کے پتھر مثل لعل و یاقوت کے اور زمین مثل سونے (طلاء) کے ہے اور اوسکے مضافات مین مصلےٰ مثل جنت الفردوس کے ہے اور ایک تالاب رکنا باد نامی ہے اوسکا پانی چشمۂ کوثر کی مانند ہے ؎

بدہ ساقی مَی باقی کہ در جنت نخواہی یافت ✤ کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلےٰ را

اور جعفر آباد کی آب و ہوا ایسی صحت بخش۔ جان پرور اور خوشگوار ہے کہ تاثیر مین دم عیسیٰ کی برابر ہے۔ ؎

فضائے دل کشایش جان فزودہ ✤ ہوائے جان فزایش دل کشودہ

یہ دونون تیتر شیراز کی اس قدر تعریف سنکر وہین جاکر آباد ہوگئے وہان ہزارہا طیور و پرند انکے آشنا ہوگئے۔ تیتر کے اس جوڑے نے کچھ عرصہ تک اپنی زندگی نہایت خوشحالی اور فارغ البالی سے بسر کی۔ کچھ تکلف اونکو نہین ہوئی ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ✤ کسے را با کسے کارے نباشد

آخرکار ایک سال وہان ایک خوفناک قحط پڑا۔ نر تیتر تلاش معاش اور فکر خوراک مین شہر طاؤس کو چلا گیا ؎

چنان قحط سالی شد اندر دمشق ✤ کہ یاران فراموش کردند عشق

تیتری اوسکی فرقت مین نہایت اندوہگین اور غمگین تنہا رہا کرتی اور یہ کہا کرتی ؎

مرا دوری دوستانِ عزیز ✤ جگر خستہ دارد دل آزردہ نیز

چند سال کے بعد تیتر شیراز مین واپس آیا۔ آکر دیکھا کہ اوسکی مادہ کی صورت بالکل بدل گئی ہے گردن پتلی ہوگئی اور پیٹ پھول رہا ہے اور مثل حاملہ کے معلوم ہوتی ہے تیتر کو اوسکی عصمت پر

شبہ ہوا اور یہ خیال آتے ہی اوسکی محبت تیتری سے منقطع ہو گئی۔ اگرچہ تیتری نے بہت کچھ اپنی بیگناہی ظاہر کی لیکن تیتر کو یقین نہ آیا اور اوس نے تیتری کو مار ڈالا۔

کدو کی دوستی دم بھر مین توری ۔ کوی ان بیگنون کو کیا کرے ۔

اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد دوسرے طیور و پرند نے تیتر سے جب صحیح صحیح حال بیان کیا کہ کسی بیماری کے لاحق ہونے کی وجہ سے ورم ہو کر تیتری کا پیٹ پھول گیا تہا اور وہ بیگناہ تھی۔ تو یہ سنکر تیتر نہایت پچہتایا اور اس غم مین خود بھی مر گیا۔

یہ حکایت ختم کر کے اس وزیر نے بادشاہ کی حضور مین عورتون کے مکر و فریب کے بارے مین یہ حکایت اور بیان کرنا شروع کی۔

حکایت ایک پیر مرد اور اوسکی جوان عورت کی

ایک ضعیف اور بہت ہی پارسا آدمی نے اپنی جوان عورت کو کچھ زر نقد دیکر بازار مین چاول خرید نے بھیجا۔ یہ عورت بدکار تھی بازار جانے کے لیئے اوس نے چمپنی کمخواب اور مخمل و زربفت کے کپڑے پہنے اور بازار سے چاول خرید کر بجائے اسکے کہ اپنے گھر جاتی سیدھی اپنی عاشق کی دوکان پر چلی گئی اوس نے اوسکے سر پر سے چاول اوتار کر نیچے رکھدیئے اور عورت کو اپنی دوکان پر بیٹھا لیا۔ تھوڑی دیر یہ عورت وہان ٹہیری رہی اور چلتے وقت سب چاول اپنے عاشق ہی کو دے آئی اور خالی ہاتھ گھر واپس آکر زار و قطار رونے لگی۔ خاوند نے دیر مین آنے اور گریہ کا سبب دریافت کیا اوس نے کہا کہ تم نے چاول خرید نے کے لئے جو روپئے دئے تھے وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر راستہ مین مٹی مین گر پڑے۔ مین اونکو اوٹھانے جھکی کہ راستے مین ایک اونٹ نے مجھپر حملہ کیا مین ڈر کے وہان سے بھاگی اور ایک گھر مین جاکر چھپ گئی اور اونٹ کے چلے جانے کے بعد وہان جاکر جو ڈھونڈا تو مجھے کچھ بھی نہین ملا ۔ خاوند نے اس بیان کو صحیح واقعہ تصور کرلیا اور اپنی بیوی کی تسلی کر کے اوسکو دوبارہ اور روپئے دئے کہ اب

بازار سے جاکر چاول اور خرید لاؤ۔

وزیر دوم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شہزادہ کے معاملہ مین مجھے بھی کچھ فریب معلوم ہوتا ہے
جہان پناہ! بغیر کامل تحقیقات کے حکم قتل صادر نکرین۔

بادشاہ نے یہ حکایتین سنکر حکم قتل ملتوی کر دیا اور شہزادہ کو زندان مین پھر بھیجدیا۔

تیسرے روز علی الصباح وہی حرم بادشاہ کی حضور مین پھر حاضر ہوئی اور بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ اپنے فرزند کی رعایت سے میرا انصاف نہین کرتے۔ ۵

تَبْغِیْ وَلِلْبَغْیِ سِهَامٌ تَنْتَظِرُ ✤ اَنْفَذُ فِی الْاَضْلَاعِ وَخْزَ الْاِبَرِ

اگر آپ قتل شہزادہ مین دیر کینا نہین مانین گے تو آپ کا بھی وہی حال ہوگا جو ایک شہزادہ کا ہوا
وہ شہزادہ اپنے وزیر کے بہکانے مین آکر اور اوسکے کہنے پر عمل کرکے غول بیابانی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بادشاہ کا اشارہ پاکر اوس نے وہ حکایت اسطرح شروع کی۔

حکایت ایک شہزادہ اور غول بیابانی کی

ایک جوان شہزادہ نے درباری زندگی سے تنگ آکر بادشاہ (باپ) سے شکار کی اجازت طلب کی بادشاہ نے بہت چاہا کہ کسی طرح شہزادہ شکار کو نہ جاوسے اس لئے شکار کی برائی مین چند اشعار اوسکو سنائے جنکا مضمون یہ تھا کہ:-

"بزرگون اور عقلمندون نے فرمایا ہی کہ شکار ایک بہت ہی بری چیز ہے اسکی ابتدا اور انتہا دونون خراب ہین کیا کوئی دانا اور صاحب امتیاز اس بات کو گوارا کر سکتا ہی کہ اوس کے روبرو باز اپنے پنجہ سے تیتر کی آنکھ توڑ کر نکال لے۔ ۹

ایسا شخص غزال جیسے صبیح و ملیح خوبصورت جانور کو کتے کے ناخنون اور دانتون سے

له ظلم کرتا ہے تو او رمظلومون کے پاس تیر (تیر آہ) ہین جنکا انتظار ہوتا ہی بہت سا نیزا سے لیں مین اعضائے سوئیون کے سامنے سے ۱۲ مترجم عفی عنہ

کٹوانا ہرگز ہرگز پسند نکریگا - کبک اور چکور کسقدر نازک اندام اور خوش رفتار پرند ہین اونکا جال مین پھنس جانا یا بیکس ہوکر شکاری کے ہاتھ مین پڑجانا کسقدر برا معلوم ہوتا ہے -

یہ چرند و پرند نہ کسی کو ستاتے ہین اور نہ ایذا پہونچاتے ہین صرف گھانس اور کانٹے وغیرہ کھاکر خوشی اور قناعت سے اپنی زندگی بسر کرتے ہین

نہایت چھوٹی جانون مین ہی لطف زندگی بخشا — ہین اپنی جنس مین خوش دوسرونکی کچھ نہین پروا
ہواوالون کو پانی والون سے مطلب کچھ رشتا — کلیلین کرتے ہین باہم اڑاتے ہین مزے کیا کیا
وہ باہم ملکے جب مذکر ہست و بود کرتے ہین — جہان کے عیش کو اپنے ہی تک محدود کرتے ہین
نظر آتی ہے چیونٹی گو بہت کم نوع خلقت مین — اومنگین اوسکی جانچے کوئی لیکن عزم و عادت مین
تمنا مین تدبر مین تجسس مین ذکاوت مین — ذخیرہ کے فراہم کرنے مین نوع حمایت مین
ذرا اس تنگ سینہ کا فرط جوش تو دیکھو — دماغ نرم و نازک کا وفور ہوش تو دیکھو
یہ حیرت خیز اس خلاق کی قدرت نمائی ہے — کہ ہر ایک فرد کو اپنی ہی دھن مین خودستائی ہے
انا الموجود ولا غیری ہر اک سر مین سمائی ہے — فدا ہونے کے لائق انتظام کبریائی ہے
کردن وصف جلال کبریا میری زبان کیا ہے — یہان جبریل کے پر جلتے ہین میرا بیان کیا ہے

ایک بیوہ اور ضعیف عورت نے ایک بازدار (شکاری) سے کیا اچھی بات کہی کہ اس خراب کام (شکار) سے باز رہ - تمامی ذیحیات اوسی ایک خالق کے بندے اور اوسی کی مخلوقات ہین اور اوسی کے حکم سے سب زندہ ہین - پھر تو جو اونکو مارکر بے جان کرتا ہے تو اس بات کا روز قیامت کیا جواب دیگا - ؟"

کوئی شخص کسی چیونٹی کے مارڈالنے سے کیا نفع حاصل کرسکتا ہے ؟"

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است
مروت نباشد بافتادہ زور — برد مرغ دون دانہ از پیش مور

شکار اور لہو لعب بیکاروں کا کام ہے۔ اور شکار سے انسان نہایت سخت دل ہو جاتا ہے ۵

کبھی ہے درد طاؤس گلستان ذبح کرواتے
بلا سے تیری گر اک بے زباں کی بھی یہ بن آئے

ہوئی تفریح جب لیے کبینہ طائر تو نے اڑوائے
تری پاپوش سے لوہو ہی پاچے تیرے سہٹ جائے

تری تفریح ہفتہ وار کا اچھا تماشا ہے
وہ زخمی ہیں ترے لب لہو ہوئی آتا ہے

بھرے آزاد تو اور قید ہر فاں ہوا ہو دیں
پڑی پنجرے کے اندر بیکسوں کے دم خفا ہو دیں

یہ مقصود اس ستم سے ہے وہ تیرے غم رہا ہو دیں
چھپر کھٹ میں تو جب بیٹھے تو وہ نغمہ سرا ہو دیں

ترے نزدیک خوش نغمہ ہے نالہ بے زبانوں کا
تری دلکو نہیں کچھ درد ان آشفتہ جانوں کا

تجھے معلوم ہے کس واسطے تو باغ میں آیا
وہ کیا مطلب تھا جسکے واسطے سلطان نے بھجوایا

نہ بھولے کوئی دم بھی ادھر کچھ دھیان فرمایا
کہ میں ہوں کون جاتا ہوں کدھر کس سمت سے آیا

مرا نخل بقا کب تک چمن میں لہلہاویگا
ہماری ہستی موہوم کب تک چھپا دے گا

مصیبت جسکو پیش آجائے اسکا آسرا تو ہو
کوئی ماتم زدہ پاوے تو دل سے غم ربا تو ہو

کوئی ہو راہ گم کردہ تو اسکا رہنما تو ہو
غرض ہر زخم کا مرہم ہو ہر دکھ کی دوا تو ہو

جہاں مشکل کی پڑ جاوے گرہ ناخن سرے تو ہو
تو ہر اک درد میں شامل ہو ہر آواز پر لبیک

جہاں کا نقشہ نظر آوے کرے تو صاف وہ رستہ
خیال برہنہ پایان بیکس کا رہے کھٹکا

نہ ہو پامال گلچیں سبزۂ خوابیدہ گلشن کا
جلا دے نہ اپنے گلچیں کو نہ باد گرم کا جھونکا

اڑیں دو بلبلیں تو ثالث بالخیر تو ہووے
معاون ہو کے ہادی بنکے گرم سیر تو ہووے

ملا کر آنکھ تجھسے کہہ تو آئینے سے کیا کیا کہا
رکھا کہیں زخم دل پر مرہم اور ارکا پھایا

نکالا دشت غربت میں کسی کے پاؤں سے کانٹا
کسی آفت زدہ کا بوجھ کہہ تو نے کیا ہلکا

سمجھایا ہے کسی گم کردہ رہ کو رہنما ہو کر
کیا ہے پار بیڑا بھی کسی کا ناخدا ہو کر

اگر غفلت سے اب تک کچھ نہیں تو نے کیا غافل
تو اس خواب گراں سے چونک آئندہ نہ ہو کاہل

بڑھے جاؤ تہیں ساتھی ہمسفر نزدیک ہی منزل	یہ فرصت ہی غنیمت ہے اگر کرنا ہے کچھ حاصل
اولوالعزمانِ دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں	سمندر پاٹتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

(احمدی)

لیکن شہزادہ پران اشعار کا کچھ اثر نہیں ہوا آخرکار بادشاہ نے اوسکو شکار کی اجازت دیدی اور اپنا ایک معتمد وزیر شہزادہ کے ہمراہ کرکے اوسکو یہ ہدایت کردی کہ وہ جو ایک خاص ممنوع الشکار جنگل ہے اوسکے قریب جوار میں بھی شہزادہ کو شکار کے لئے جانے نہ دینا۔

دوران سفر شکار میں شہزادہ کے ایک وزیر نے جو کہ نہایت بد باطن اور بدطینت تھا شہزادہ سے جاکر کہا کہ جس جنگل میں بادشاہ نے آپکو جانے کی ممانعت کردی ہے وہ ایک نہایت پرفضا جنگل ہے اور وہاں شکار کی بڑی افراط ہے۔ وہاں چلکر خیمۂ خرگاہ نصب کراکر دو چار ساغر شراب نوش جان فرمایئے۔ یہ حال سنکر شہزادہ وہاں جانے پر رضامند ہوگیا اور وہاں پہنچ کر خیمہ اور قنات نصب کراکر جلسۂ شراب ترتیب دیا۔ بعد ختم جلسہ بستر پر سونے کے لئے لیٹا ہی تھا کہ دفعتہً ایک گورخر اوسکے خیمہ کے قریب نمودار ہوا۔ شہزادہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوکے اوسکے تعاقب میں روانہ ہوا اور جب دور تنہا جنگل میں گورخر کے پیچھے نکل گیا تو وہ گورخر ایک خوبصورت عورت کی شکل بن گیا۔ شہزادہ اس عورت کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا وہ عورت باتیں بناکر شہزادہ کو اپنے مکان میں لے گئی وہاں پہونچ کر اوسنے آواز دی کہ آؤ اور دیکھو میں کیا چیز لائی ہوں اس آواز کے سنتے ہی یکایک چاروں طرف سے سیاہ دیووں نے آکر شہزادہ کو گھیر لیا اور ہلاک کردیا

صیاد نہ ہربار شکارے ببرد	باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد

اگر شہزادہ اپنے بدباطن اور بے عقل وزیر کا کہا نہ مانتا تو اپنی جان عزیز ہرگز ضائع نکرتا آپ بھی اپنے وزیروں کے اغوا سے محترز رہیں ورنہ آپ کی بدنامی تمام ممالک میں ہوجاویگی ؎

اگر صد عیب دارد مرد درویش	رفیقانش یکے از صد ندانند
وگر یک ناپسند آید ز سلطان	ز اقلیمے به اقلیمے رسانند

یہ حکایت سنکر بادشاہ نے شہزادہ کے قتل کا حکم دیدیا۔
حکم قتل سنکر تیسرا وزیر بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا۔ آداب معینہ بجالا کر عرض کیا کہ شہزادہ کے قتل مین جلدی نہین چاہیئے ؂

بہ آہستگی کار عالم برار	کہ در کار گرمی نیاید بکار
چراغ از بگرمی نیفروختے	نہ خود را نہ پروانہ را سوختے
شکیب آوردسندگان را کلید	شکیبندہ را کس پشیمان ندید

اگر آپ اسقدر جلد شہزادہ کو قتل کرینگے تو بعد مین آپ اوسی طرح پچھتاوینگے جسطرح ایک شخص اپنی بلی کو مارکر پچھتایا۔ یہ سنکر بادشاہ نے شہزادہ کا قتل ملتوی کرادیا اور پوچھا کہ وہ حکایت کس طرح ہے وزیر نے اسطرح بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت ایک شخص اور اوسکی بیگناہ بلی کی

شہر خطا مین ایک بڑی نیک صاحب عفت و عصمت عورت رہا کرتی تھی جو گناہ و خطا سے ہمیشہ دور رہا کرتی۔ یہ عورت نہایت پاک سرشت پرہیزگار اور زاہدہ تھی۔ اپنے مالک یعنی اللہ تعالے سے بہت ڈرا کرتی۔ اسکے آئینہ چہرہ کو سوائے اوسکی زلف اور دنتی کنگھی کے کسی نامحرم نے کبھی بھی نہین دیکھا تھا سوا اسکے کہ اوسکے گھر مین شمع پر پروانہ جاتا اور کوئی غیر شخص وہان نہین پاتا تھا۔ اوسکی بناگوش کو سوائے اوسکی بالیون کے اور کسی نے نہ چھوا نہ سوا حنے تصویر کے اوسکے ہاتھ کو کسی نے دیکھا تھا گویا عصمت و عفت مجسم تھا ؂

عفت آنچنان کہ اینہ افروزد	دل و دین را تمام نوازد
نفس پاک و نیک خوار و زار شود	روح مقبول کردگار شود

یہ پاکباز عورت حاملہ تھی چنند روز کے بعد اوسکے بچہ پیدا ہوا اور وہ بچہ کے ہوتے ہی مر گئی اور بچہ اپنا یادگار چھوڑ گئی ہے۔ [illegible]

زار زار رویا لیکن افسوس کہ جانے والی بہار باغ سے رخصت ہو چکی تھی۔

یہ دنیا بڑی ناپایدار جگہ ہے دنیا مانند ایک سرائے کے ہے جسکے دو دروازے ہین ایک سے یہان آنا اور دوسرے سے جانا پڑتا ہے یہ دنیا ایک ایسا گھر ہے جیسا کہ سڑک پر کوئی مکان مسافرون کے عارضی قیام کے لئے ہوتا ہے کوئی شخص اسمین ہمیشگی کے لئے کوئی گھر نہین پاتا۔ یہان مسافرونکا کاروان آکے ٹھیرتا ہے اور پھر آگے روانہ ہوجاتا ہے۔ چونکہ یہ منزل گاہ ہے اور روانگی کا مقام ہے اس لئے آگے روانہ ہونے کے لئے توبھی اپنا اسباب باندھ۔ ۵

کمر باندھے ہوے چلنے کو یان سب یار بیٹھے ہین ٭ بہت آگے گئے باقی جو ہین تیار بیٹھے ہین

تو اپنے خیمے اور خرگاہ کی میخین اس منزلگہ مین اسقدر مضبوطی کے ساتھ کیون گاڑتا ہے؟ اپنے قدم اوٹھائے چلا چل۔ قرارگاہ تیری بہت دور ہے اور فاصلہ بہت بعید ہے اس منزل مین اپنے سر کے نیچے تکیہ رکھکر غافل مت سو ورنہ تو اپنے ہمراہی مسافرون سے بہت پیچھے رہجاویگا۔

ہے بہار باغ دنیا چند روز | اے گلو اسکا تماشا چند روز
اے مسافر کوچ کا سامان کر | اس سرا مین ہے بسیرا چند روز
پوچھا لقمان سے جیا تو کتنے دن | دست حسرت ملکے بولا چند روز
غافلو ہرگز کسیکو دکھ نہ دو | زندگی کا کیا بھروسا چند روز
دفن کرکے قبر مین بولی قضا | اب یہان تم سوتے رہنا چند روز
ہے نمائش اس جہان کی اسطرح | جیسے نوشیدی کا میلہ چند روز

فاذناسے نے اپنے لڑکے کے لئے ایک دایہ نوکر رکھ لی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ بچہ کے پاس صرف ایک ہر دلعزیز پالتو بلّی چھوڑکر دائی کسی حاجت ضروری کو کمرہ سے باہر چلی آئی۔ ناگاہ اوس کمرہ مین ایک سانپ چلا آیا بلّی نے اس سانپ کو بڑی کشمکش مارڈالا۔ سانپ کے خون کے چھینٹون سے بلّی کا تمام مونہ اور سر بھر گئے۔ اتفاق سے مالک مکان بھی اوسی وقت باہر سے اپنے

گھر مین آیا اور بلّی کو خون مین بھرا ہوا دیکھکر اوسنے خیال کیا کہ ضرور اسنے میرے بچے کو مار ڈالا ہے۔ یہ خیال آتے ہی بغیر سمجھے کے دیکھے بھالے اوسنے فوراً اوسی وقت اور اوسی جگہ اُس وفادار بیگناہ بلی کو مار ڈالا۔ پھر جب یہ شخص اپنے بچے کے کمرہ مین گیا تو بچہ کو صحیح و سالم پاکے بہت خوش ہوا اور اوسکے پاس ہی ایک مرا ہوا سانپ پڑا دیکھا۔ اُسوقت اوسکو اصل حقیقت اور بلی کی وفاداری معلوم ہوئی۔ اب وہ اپنی جلدبازی اور شتاب کاری پر بہت نادم اور منفعل ہوا۔ اور بہت پچھتایا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

یہ حکایت کہکر اُس وزیر نے عورتون کے مکر و فریب کے ثبوت مین ذیل کی حکایت بیان کی

حکایت زن بدکار اور اوسکے خاوند کی

ایک نوجوان اور امیر آدمی کی عورت بدکار تھی یہ دولتمند جوان جب کہین چلا جاتا تو یہ بدکار عورت علی العموم اپنے آشناؤن سے ملا کرتی۔ ایک روز یہ جوان آدمی اپنے ایک گاؤن مین گیا اور رات کو وہان سے واپس آکر اپنے گھر نہین گیا اور ایک سرای مین ٹھیر گیا اور ایک شہر دلالہ عورت کو بلاکر کہا کہ میرے پاس یہان ایک رنڈی کو بلا لا۔ یہ دلالہ اس جوان کو پہچانتی نہ تھی اس لیے وہان سے جاکر اوسکے پاس اوسکی ہی عورت کو بلا لائی اس لیئے کہ یہ دلالہ عورت اوسکی بدکاری سے واقف تھی۔ اُس عورت نے یہ دیکھکر کہ جس شخص کے پاس مین آئی ہون یہ تو میرا ہی خاوند ہے اپنے خاوند کو بڑی لعنت اور ملامت کی کہ افسوس تو ایسا زانی۔ حرامکار اور بیوفا ہے کہ غیر عورتون کو اپنے پاس بلاتا ہے! مین نے اسی وقت یہ خبر سُنی کہ تو نے کسی غیر عورت کو بلوانا چاہا ہے اس لیئے مین خود رنڈی کا بھیس بدلکر تجھکو شرمانے اور قائل کرنے آئی ہون۔ غرضکہ اس عورت نے کچھ ایسی باتین بنائین کہ اوسکا خاوند بہت شرمایا اور بہت خوشامد کرکے اوسکو راضی کیا بلکہ اوسکو بہت سا زر نقد دیکر اوسکا غصہ فرو کیا۔

کمال صنعت مشاطہ بایدہ ✦ کہ دکرزشت را زیبا نماید

(حکایت زن بدکار)

اور اُسکو اپنی بیوی پر کسی قسم کی بدگمانی یا شبہ نہین ہوا۔
وزیر سوم نے بادشاہ سے عرض کی کہ جہان پناہ ! غالبًا سو عورتون مین سے کوئی ایک عورت ہی ایسی ہوتی ہوگی کہ جو فریب اور دغابازی سے خالی ہوتی ہے۔ بادشاہ نے یہ سنکر شہزادہ کے قتل مین تامل کیا اور اُسکو پھر جیلخانہ مین بھجوا دیا۔
چوتھے روز یہ عورت بادشاہ کی حضور مین پھر حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ ایک پیالی زہر کی بھی لیتی آئی اور بادشاہ سے کہا اگر آپ میرا انصاف کر کے شہزادہ کو سزا نہ دینگے تو مین زہر کھا کر مر جاونگی اور اگر آپ ظلم کرینگے تو آپکا وہی حال ہوگا جو ایک ریچھ کا ہوا بادشاہ نے پوچھا کسطرح اوسنے بیان ذیل شروع کیا۔

حکایت بندر اور ریچھ کی

ایک بوڑھا بندر بوجہ ضعیف العمری اور کمزوری کے اپنی اولاد کو مصیبت معلوم ہونے لگا آخرکار جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ میری اولاد مجھسے گھبراتی ہے اور میری آبرو اُنکے دلون مین نہین رہی تو وہ وہان سے رخصت ہوکر کہنے لگا کہ اب اپنے کھلانے کا انتظام مین خود ہی کیا کرونگا۔ ؎

آنچنان کہ آبرو ببرد در گلو مریز + از دیدہ خون بریز وبہ آبرو مریز

غرضیکہ وہ ایک نہایت پر فضا جنگل مین چلا گیا وہان انجیر کے درخت بکثرت تھے اور دو مہینے تک انجیر لگے ہوئے تھے بندر وہان نہایت آرام اور بفارغ البالی سے رہنے لگا۔ خوب میوے کھاتا لیکن اوسکو اس بات کا بھی خیال رہا کہ موسم سرما کے لئے کچھ جمع کرنا چاہیئے۔ اتفاقًا ایک دن ایک ریچھ اپنے تعاقب کنندون کے خوف سے بھاگتا ہوا اُس جنگل مین آیا اور اوسی انجیر کے درخت کے نیچے کہ جسپر بندر بیٹھا ہوا تھا آکر دم لیا۔ اور چونکہ اوسکو بھوک لگ رہی تھی اوس نے بندر سے التجا کی کہ تم اوپر بیٹھے ہوئے ہو ذرا اس درخت کو ہلا دو تاکہ کچھ انجیر نیچے گر پڑین مجھے بھوک لگ رہی ہے مین اونکو کھا لونگا تمھاری بڑی مہربانی ہوگی۔ بندر نے

درخت کو نکال دیا بہت سے انجیر نیچے گر پڑے۔ ریچھ نے اونکو کھاکر بندر سے کہا کہ ذرا درخت کو اور ہلادو۔ بندر نے دو تین دفعہ ہلا دیا مگر ریچھ کا پیٹ کسی طرح نہین بھرا۔ بندر درخت کو ہلاتے ہلاتے تھک سا گیا اور اوسنے یہ بھی خیال کیا کہ اگر ریچھ ہی یہ تمام انجیر اسوقت ختم کردیگا تو پھر مین کیا کھاؤنگا۔ ایسا نہو کہ پھر مین بھوکا مرجاؤن۔ چنانچہ اب اور زیادہ انجیر گرانے سے اوسنے انکار کردیا۔ ریچھ نے بندر کو دھمکایا اور ڈرایا کہ اگر تو میرے لیے انجیر نہین گرادیگا تو مین تجھکو مار ڈالونگا۔ یہ سنکر بندر نے خدا سے دعا کی کہ بارالٰہا! اس ظالم کے ظلم سے تیری پناہ مانگتا ہون۔

ع

اے ظالم از دعائے بد این مشو کہ شب | گریان دعا کنند کہ خون از دعا چکد

جب بندر نے انجیر نہین گرائے تو ریچھ مغلوب الغضب ہوگیا اور کود کر جس شاخ درخت پر بندر بیٹھا تھا اوسپر جا بیٹھا وہ شاخ اوسکے بوجھ سے اوسی وقت ٹوٹ گئی ریچھ دھم سے نیچے گرا اور گرتے ہی اوسکی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔

ع

ہان اے نہادہ تیر جفا بر کمان ظلم | اندیشہ کن ز ناوک دلدوز در کمین
گر تیر تو ز جوشن فولاد بگذرد | پیکان آہ بگذرد از کوہ آہنین

اس عورت نے بادشاہ سے کہا کہ اللہ تعالےٰ ظالم بادشاہون کا تخت جو رعایت سے انصاف نہین کرتے اسی طرح الٹ دیتا ہے اور اوس نے اسی قسم کی باتون سے بادشاہ کو انتہا غصہ دلادیا کہ گویا اوس نے آگ پر تیل ڈالدیا۔ یہ حکایت سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ لکڑیونکا ایک انبار لگاؤ اور روغن نفط اوسمین ڈالکر اور آگ لگاکر شہزادہ کو اوس مین جلادو۔ یہ حکم سنکر وزیر چہارم بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور آداب معمولی بجالاکر عرض کیا کہ آپ عورت کے کہنے مین آکر آپ شہزادہ کے قتل مین اسقدر جلدی نہ فرماوین۔ چونکہ عورت بائین پسلی سے پیدا ہوتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے اگر اوسکی خلقت اور مزاج بھی ٹیڑ

ہی ہو۔ تیری چیز ہمیشہ خراب اور بدصورت ہوتی ہے اور سیدھی شئ اور آہستگی سے ہمیشہ نجات حاصل
ہوتی ہے۔ جلد اور بلا تحقیقات کام کرنا علی العموم سب کو اور بالخصوص بادشاہوں اور حکام کو نہایت
نازیبا ہے اور آخر میں پچھتانا پڑتا ہے ؎

توسنِ خود تند ساز آنچنان | کس نتوان باز کشیدن عنان
حکم چنان کن کہ نبود بے نسق | راست بود حکم تو با حکم حق

جلدی میں بلا سوچے سمجھے شہر بغداد کا ایک سوداگر اپنی بیوی کو مار کر بعد میں بہت پچھتایا
بادشاہ نے دریافت کیا وہ حکایت کسطرح ہے وزیر نے اسطرح بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت سوداگر بغداد اور اوسکی بیگناہ بیوی کی

شہر بغداد میں ایک دولتمند تاجر رہتا تھا اوسکی بیوی نہایت نیک اور صاحب عفت و عصمت
اور بہت خوبصورت تھی ان دونوں میں اسقدر الفت تھی کہ بغیر دیکھے ایک دم قرار نہ تھا ایک دفعہ
سوداگر کی بیوی نہایت بیمار ہوئی بہت کچھ علاج معالجہ ہوا کچھ نہ ہوا طبیعت روز بروز بگڑتی
گئی یہانتک کہ کھانا پینا بھی بالکل چھوٹ گیا۔ بیوی کی ایسی حالت دیکھکر سوداگر کو نہایت سودا
اور بہت رنج و فکر میں رہا کرتا۔ ایکدن بیوی نے سوداگر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ آج
میری طبیعت کچھ سنبھال معلوم ہوتی ہے۔ اور میرا دل سیب کھانے کو چاہتا ہے۔ سوداگر کو بیوی
کے اسقدر بولنے سے نہایت خوش ہوا اور اوسی وقت بازار میں سیب تلاش کرائے چونکہ
سیبوں کی فصل نہ تھی ہر چند تلاش اور جستجو کی لیکن سیب کہیں نہیں ملے۔ صرف اتنا پتہ لگا
کہ آجکل شہر موصل کے باغ کی سوا سیب اور کہیں نہیں مل سکتے۔ سوداگر نے یہ سنکر ایک سانڈنی
سوار کو بلایا اور کہا کہ میں نے سنا ہے موصل کے باغ میں آجکل سیب مل سکتے ہیں اگر تو وہاں
جاکر کل تک مجھکو سیب لادے تو میں تجھکو پانسو روپئے تیری مزدوری اور انعام کے دونگا۔
اس بات پر سانڈنی سوار یعنی اونٹ والا راضی ہوا اور دوسرے دن شام کے وقت [illegible]

سوداگر کو لاکر دیدے۔ سوداگر نے پانسو روپئے اوسکو اوسی دم دیدئے اور سیبوں کو اپنی بیوی
کے پاس لایا وہ سیبوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اونکو اپنے سرہانے رکھ لیا بعد ازاں
یہ سوداگر اپنی دوکان پر چلا گیا۔ اس سوداگر کے دو خوردسال بچّے تھے وہ اپنی ماں کی آنکھ بچا کر
دونوں سیب اوٹھا کر کھیلتے ہوئے مکان سے باہر چلے آئے اور گلی میں کھیلنے لگے۔ اتفاقاً
اودھر سے ایک حبشی غلام آرہا تھا اوس نے اُن لڑکوں کے ہاتھ میں سے سیب چھین لئے یہ دونوں
لڑکے بہت روتے اور چلاتے رہے کہ ہماری ماں سخت بیمار ہے اور ہمارے باپ نے پانسو روپیہ
خرچ کرکے شہر موصل سے یہ سیب منگوائے ہیں مگر وہ حبشی طرفۃ العین میں وہاں سے غائب
ہوگیا اور اُن دونوں سیبوں کو ہاتھ میں لئے ہوئے اوسی بازار میں سے نکلا کہ جہاں اس سوداگر
کی دوکان تھی۔ حبشی کے ہاتھ میں سیب دیکھ کر وہ سوداگر بہت متعجب ہوا اور اوس سے پوچھا کہ
یہ سیب تیرے پاس کہاں سے آئے۔ غلام نے جھوٹ کہا کہ میری معشوقہ بیمار ہے اوس کے
خاوند نے پانسو روپیہ خرچ کرکے شہر موصل سے اوس کے لئے یہ دو سیب کل منگوائے۔ تھے
میں ابھی اوسکی عیادت کو گیا تھا اوس نے مجھے یہ دیدئے ہیں۔

سوداگر نے خیال کیا کہ یہ تو میری ہی بیوی کا حال ہے تو غصہ کی جہت سے اوسکی آنکھوں میں زمین و
آسمان تاریک ہوگیا اوسی وقت دوکان بند کرکے اپنے گھر آیا اور بغیر کچھ پوچھے یا دریافت کئے
اپنی بیوی کو قتل کر ڈالا۔ اوسی وقت اوسکے لڑکے بھی گھر میں آگئے اور اونھوں نے اپنے
باپ سے تمام حال کہا کہ ایک حبشی غلام ہمارے ہاتھ سے سیب چھین کر لے گیا ہم اُس سے بہت
کہتے رہے کہ ہمارے باپ نے ہماری بیمار ماں کے لئے پانسو روپیہ خرچ کرکے شہر موصل سے یہ دو
سیب کل ہی منگوائے ہیں۔ سیب ہم کو واپس دیدے اور کوئی اور تدبیر نہ تھی سیب لینے کی
لیکن وہ غلام سیب ہی لیکر بھاگ گیا۔ سوداگر نے جب اپنے بیٹوں سے یہ حال سنا تو وہ
نہایت پچھتایا اور بہت رنج کیا کہ افسوس میں نے ناحق اپنی بے گناہ بیوی کو بیجا ماری کی وجہ سے

مار ڈالا اُس حبشی نے بہتان باندھکر مجھسے یہ بات کہی تھی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اوس سوداگر نے بھی اِس رنج سے اوسی وقت خودکشی کرلی۔ یہ حکایت ختم کرکے اِس وزیر نے عورتوں کے مکر فریب میں مفصلۂ ذیل حکایت اور بیان کی۔

حکایت ایک سپاہی اور اوسکی بیوی کی

ایک سپاہی اپنی بیوی کو دل و جان سے چاہتا تھا بیوی کی گو صورت اچھی تھی لیکن سیرت بُری تھی جیسا

خدائے یوسف صدیق را عزیز نکرد ✤ بخوبروئی۔ ولیکن بخوب کرداری

شکوہ و لشکر و جاہ و جلال و مالت ہست ✤ ولے بکار نیاید بجز نکو کاری

سپاہی کو بسبب قلتِ رزق و کثرتِ عیال سفر درپیش ہوا اور اس نے اِس امر پر خیال نہیں کیا ؎

انچہ نوشتہ قلم و نشود بیش و کم ✤ بیس حرکت ہم سکون ہست برابر بہم

جہل بود ہم جنون سعی تو از بہر رزق ✤ زانکہ خدا مے دہد رزق جنین در شکم

اور نہ ذیل کے اشعار پر لحاظ کیا ؎

صانع نقش بند بے مانند ✤ کہ ہمہ نقش او نکو آید

رزق طائر نہاد در پر و بال ✤ کہ بہر طعمہ فرو دآید

روزی عنکبوت را مگس ✤ پر دہد تا بہ نزد او آید

اور ذیل کے اشعار پر عمل کرکے ؎

من طریق سعی مے آرم بجا ✤ لَیسَ لِلْاِنسَانِ اِلّا مَا سَعٰی

دامنِ مقصود اگر آرم بکف ✤ از غم و اندوہ یابم برطرف

ورنشد از جہد من کاری بکام ✤ من دران معذور باشم والسلام

بیوی کو سمجھا اور السفر وسیلۃ الظفر پڑھکر سفر پر روانہ ہوا۔ اِس عورت کا ایک عاشق تھا اب اس نے اُسکو اپنے گھر میں بُلا لیا اور اُس سے اختلاط کی باتیں کرنے لگی اتفاقاً

سپاہی کوئی ضروری چیز بھول گیا تھا اوسکو لینے کے لئے یکایک اپنے گھر مین اوسی وقت واپس آیا اور مکان کا دروازہ کھلوایا۔ بیوی نے پردہ ڈالکر اپنے عاشق کو اوس کے پیچھے بٹھا دیا اور شوہر کو اندر بلالیا۔ سپاہی نے خلاف دستور اس پردہ کو دیکھکر اپنی بیوی سے پوچھا کہ یہ پردہ کیسا ہے ؟ بیوی نے جواب دیا کہ مین نے ہمسائی کو بلالیا ہے تمھاری مفارقت سے جی گھبراتا تھا دل بہلنے کے لئے اس نیک بخت کو بلالیا ہے۔

غرضکہ ایسی باتین بناکر اپنے خاوند کو بٹھلایا واپسی کا سبب دریافت کیا پھر کہنے لگی کہ زمانہ نہایت خراب ہے اور عورتون کا کچھ اعتبار نہین۔ جسدن تم گئے تھے اوس دن اس محلہ مین ایک عجیب ماجرا گذرا۔ ایک زن پرفن نے اپنے عاشق کو گھر مین بلایا اوسی طرح اوسکا شوہر بھی تمھاری طرح یکایک گھر مین آگیا۔ عورت نے پردہ ڈالکر عاشق کو چھپا دیا اور خاوند سے کہا کہ ذرا بکری کا دودھ دوھ لو۔ وہ شخص دوھنے لگا یہ کہکر اس عورت نے اپنے خاوند سپاہی کے منہ پر پردہ ڈالدیا اور کہا کہ اس ہمسائی نے بھی اپنے مرد کے منہ پر یونہی دوپٹہ ڈالکر اپنے عاشق کو مکان سے باہر کردیا۔ سپاہی سمجھا کہ میری بیوی نے مجھسے یہ کسیکا تذکرہ کیا ہے۔ حالانکہ اس عورت نے سپاہی سے اپنے ہی مکروفریب سرگزشت کا بیان کیا۔

وزیر چہارم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جہان پناہ ! اس معاملہ مین فریب معلوم ہوتا ہے شہزادہ کے حکم مین غلطی جلدی نفرماوین اول اس معاملہ کی خوب تحقیقات فرمالین۔

یہ حکایت مین سنکر بادشاہ نے شہزادہ کا قتل ملتوی کردیا اور اوسکو زندان مین بھیجدیا۔

بادشاہ کی حرم بادشاہ کی حضور مین پانچوین دن پھر گئی اور کہا کہ مین کئی دن سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوتی ہون آپ میرا انصاف نہین کرتے۔ انصاف نکرنا ظلم ہے اور ظلم کا وبال بڑا کرتا ہے اس سے بچنا چاہیئے کیا آپ نے یہ حکایت نہین سُنی۔

حکایت دانا دل درویش اور قزاقون کی

شہر بابل مین ایک درویش اہل اللہ دانا دل نام رہتا تھا۔ شہر والے اوسکے تقدس اور بزرگی کی وجہ سے اوسکے نہایت معتقد تھے۔ قضارا اُس درویش کو سفر کی ضرورت پیش آئی۔ رستے مین رہزنون نے اُسکو گھیر لیا اُس مرد بزرگ نے ہر چند کہا کہ میرے پاس کچھ سرمایہ موجود نہین ہے لیکن اُن بے رحمون نے کچھ خیال نہین کیا تلوارین نکالکر اوسکے قتل پر آمادہ ہوگئے۔ درویش مظلوم کو سوا‌ے خدا کے کوئی مددگار معلوم نہین ہوتا تھا بیچارگی سے چارون طرف تکرہا تھا کہ اتنے مین بہت سے قاز اُوڑتے ہوے اوسکے سر پر سے گذرے۔ اوسوقت دانا دل نے اُن قازون سے پکار کر کہا کہ مین ظالمون کے حلقے مین پھنس گیا ہون۔ خداے عالم الغیب کے سوا‌ے کسی کو میرے حال کی خبر نہین ہی۔ تم ان ظالمون سے میرے خون کا قصاص لیجیو۔ رہزنون نے درویش کے اس کہنے پر قہقہہ مارا اور اسکو نہایت بیوقوف سمجھکر قتل کرڈالا۔ جب اوسکے قتل کی خبر شہر والون کو معلوم ہوئی تو وہ بہت غمگین ہوے اور اس تلاش مین رہی کہ درویش کے قاتلون کا کہین پتہ لگ جاے۔ آخر الامر ایک مدت کے بعد ایک میلہ مین بہت سے آدمی جمع ہوے۔ درویش کے قاتل بھی اُس میلہ مین سیر کے لئے آئے تھے۔ ناگاہ بہت سے قاز شور وغوغا کرتے ہوے میلہ والون کے سر پر سے گذرے۔ تمام میلہ والے اونکی طرف دیکھنے لگے۔ اُن رہزنون مین سے کسی نے بطریق تمسخر اپنے ایک ساتھی کو کہا کہ دیکھو یہ قازین دانا دل کے خون کا قصاص چاہتے ہین اور اوسپر عمل نکیا ہے

پیش دیوار انچہ گوئی ہوش دار ✣ تا نباشد در پس دیوار گوش

ایک دوسرے شخص نے اس بات کو سُن لیا اوس نے حاکم وقت تک کو خبر کردی تفتیش شروع ہوئی المختصر وہ سب رہزن پکڑے گئے اور ذراسی تحقیقات مین درویش کی قاتلون کا پتہ لگ گیا یہ سب ظالم شامت اعمال سے اپنی سزا کو پہونچے درویش کے قصاص مین اُن سب کی گردنین ماری گئین۔

بس دست دعا بر آسمان بود ✣ تا پاے برادت بہ سنگے

اے گرگ نہ گفتمت کہ روزے ✤ ناگہ بسر افتدت پلنگے

اس عورت نے بادشاہ سے کہا کہ دیکھئے ظلم ایسا بُرا ہوتا ہے اور انجام ظالمون کا اسطرح ہوتا ہے
اب آپ میرا انصاف کرکے شہزادہ کو قتل کردیجئے۔
یہ سنکر بادشاہ نے شہزادہ کے قتل کا حکم دیدیا۔ قتل کا حکم سنتے ہی وزیر پنجم بادشاہ کی
حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہان پناہ! کسی بیگناہ کا مارا جانا بہت زیادہ ظلم ہے اور
اوسکے مقابلے مین کسی گنہگار کا سزا سے بچ جانا کم ظلم ہے۔ شہزادہ اگر جلدی مین بیگناہ مارا گیا
تو میاد اوسپر بہت بڑا ظلم ہوگا۔ جسکی تلافی پھر کسی طرح بھی نہین ہوسکے گی ؎

بے تامل مباش در ہمہ حال ✤ بگذر از طریق استعجال

ہر کہ دارد تانی اندر کار ✤ بر مرادات دل رسد ناچار

اور بعدہٗ اوسی طرح پچھتانا پڑے گا کہ جسطرح ایک بادشاہ جلدی مین اپنے باز کو مارکر پچھتایا۔
بادشاہ نے استفسار کیا کہ کسطرح۔ وزیر پنجم نے بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت بادشاہ اور باز کی

ایک بادشاہ کو شکار کا بہت شوق تھا۔ شکاری جانور عقاب۔ بہری۔ باز اور شکرے اوسنے
بہت پال رکھے تھے ایک روز وہ بادشاہ باز کو ہاتھ پر بٹھا کر شکار کے لئے جنگل مین گیا اور ہرن
کو دیکھ کر گھوڑا اوسکے پیچھے ڈالدیا۔ ہرن چھلانگین بھرتا ہوا ایسا ہوا ہوگیا کہ گھوڑا اوسکی گرد
کو بھی نہ پہونچا۔ طرفۃ العین مین بادشاہ کوسون دُور نکلگیا اور ایک کوہستان مین پہونچکر شدت
تشنگی سے بیتاب ہوا۔ اتفاقاً پہاڑ کے اوپر سے آب سرد سے قطرہ قطرہ ٹپک رہا تھا۔
خورجی مین سے جام نکالکر پانی اوسمین جمع کرنے لگا۔ جب جام لبریز ہوگیا بادشاہ اوسکو اوٹھا کر
پینے ہی کو تھا کہ اتنے مین باز نے اوسکے ہاتھ سے پرواز کرکے پر مارکر وہ سب پانی گرادیا
بادشاہ کو باز کی اس حرکت سے سخت رنج ہوا۔ صبر کرکے دوبارہ اسی طرح جام کو پھر پانی سے

پھر باز نے دوبارہ پھر وہی حرکت کی یعنی جام کا پانی زمین پر گرا دیا بادشاہ کو شدت پیاس میں کچھ خیال نہیں رہا۔ غصہ سے باز کو فوراً زمین پر پٹک مارا کہ وہ مر گیا۔ اسی اثنا میں بادشاہ کا ایک رکابدار بھی آ پہونچا بادشاہ نے اُس سے کہا کہ مجھے بہت سخت پیاس ہے یہاں اوپر سے پانی جھڑ رہا ہے قطرہ قطرہ تو بہت دیر میں جمع ہوتا ہے تو اس پہاڑ پر جا کر جس چشمہ میں سے یہ پانی جھڑ رہا ہے اوس میں سے میرے واسطے پانی لے آ۔ رکابدار پہاڑ پر چڑھا۔ جونہی وہ چشمہ کے کنارہ پر پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بڑا اژدہا اوسکے کنارہ پر مُردہ پڑا ہوا ہے اور دھوپ کی حرارت سے اوسکا جسم پانی پانی ہو کر بہ رہا ہے اور وہ زہر آمیز پانی قطرہ قطرہ ہو کر پہاڑ کے اوپر سے نیچے کی طرف بہ رہا ہے۔ رکابدار خوف زدہ ہو کر اولٹے پاؤں پھرا اور تمام ماجرا بادشاہ کو آ کر سُنایا اور کسی اور جگہ سے ٹھنڈے پانی کا گلاس بھر کر بادشاہ کو پلایا۔ بادشاہ نے پانی پی کر اپنے آنکھوں کے چشموں سے آنسوؤں کا مینہہ برسانا شروع کیا اور آہ سرد بھر کر باز کی خیر خواہی اور اپنی عجلت اور شتاب کاری کا تمام قصہ رکابدار سے بیان کیا اور بہت پچھتایا اور کہا کہ افسوس میں نے بلا تحقیق حال ایسے اپنے خیر خواہ عزیز جانور کو مار ڈالا۔ حیف!۔ اگر میں جلدی نکرتا اور آتشِ غضب پر بُردباری کا پانی چھڑکتا اور عقلمندی سے حقیقت انجام پر نظر کرتا تو اس تمامت تعجیل اور ورطۂ ندامت اور پشیمانی میں نہ پڑتا ؎

مردی گمان مبر کہ بزورست و پُردلی ✤ باخشم اگر برآئی دانم کہ کاملی

یہ حکایت ختم کر کے وزیر پنجم نے عورتوں کے کید اور فریب کے متعلق حسب ذیل حکایت بیان کی

حکایت زن سوداگر اور مینڈھے کی

ایک سوداگر کی بیوی بڑی بدکار اور فاحشہ تھی۔ ہر روز اپنے عاشقوں میں سے ایک نہ ایک کو جسوقت سوداگر اپنی دوکان پر چلا جاتا بُلا لیا کرتی۔ ایک دن اُسوقت جبکہ اس عورت نے اپنے کسی دوست کو گھر میں بلا رکھا تھا اوسکا شوہر بھی آ گیا۔ اوسکا عاشق گھبرایا۔ عورت نے

حکایت زن سوداگر اور مینڈھے کی

کہا کہ تو بہت گھبرا ہوا ہے بچا رکھ اور مرغیون کے دڑبے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تو اس مین چھپ جا
اور شاید اگر سوداگر تجھکو دیکھ لے تو اپنا نام ملک الموت بتلا دینا۔ اسکو دڑبے مین چھپا کر اس
عورت نے سوداگر کا پلا ہوا مینڈھا جو وہین بندھا رہتا تھا کھول دیا اور پریشان اور بدحواس ہو کے
بھاگ کر شوہر سے پہلے دروازہ کی طرف آئی اور دھم سے گر پڑی اتنے مین سوداگر بھی آگیا
اور اس سے پوچھا خیر ہے تو اتنی بدحواس کیون ہے ؟ اوس نے کہا کہ تم کو خدا نے اس غیر معمولی
وقت یہان بھیجکر میری جان بچا لی۔ تمہارا مینڈھا کھل گیا ہے در و دیوار سے ٹکرین مار مار
کر گھر ہلا رہا ہے میرے درپئے آزار تھا تم اگر اسوقت نہ آتے تو یقیناً وہ مجھکو مار ہی ڈالتا
یہ بات سنکر سوداگر کو مینڈھے پر بہت غصہ آیا اور تلوار لیکر اس مینڈھے کو قتل کرنے کے لئے دوڑا
مینڈھا ڈر کے بھاگا اوسکے پیچھے پیچھے یہ سوداگر بھی بھاگتا ہوا مرغیون کے دڑبے پر چڑھ گیا دڑبہ
پرانا تھا سوداگر کے بوجھ سے ٹوٹ گیا۔ اس عورت کا عاشق جو وہان چھپا ہوا تھا دڑبے کے
ٹوٹتے ہی کھڑا ہو گیا۔ سوداگر اسکو دیکھ کر گھبرایا اور پوچھا کہ تو کون ہے ؟ اوس نے جواب دیا
کہ مین ملک الموت ہون تو اپنے مینڈھے کو حلال کرتا ہے مین قبض روح کو آیا ہون۔ سوداگر نے
خوف زدہ ہو کر کہا کہ اب مین حلال نہین کرتا۔ ملک الموت بولا تو ہم بھی جاتے ہین۔ یہ کہکر وہ
شخص دروازہ کی راہ سے چلدیا۔

سوداگر کو اپنی بیوی کے فریب پر بالکل شبہ نہین ہوا بلکہ اوس نے اپنی بیوی سے کہا کہ
بڑی خیریت گذری کہ ملک الموت سے پیچھا چھوٹا۔ ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؏
وزیر پنجم نے بادشاہ سے کہا کہ جہان پناہ ! ۔ شہزادہ کے معاملہ مین فریب معلوم ہوتا ہے
آپ اوس کے قتل مین جلدی نکرین اول اس معاملہ کی خوب تحقیقات فرمالین تاکہ بعد مین ملال
اور تاسف حاصل نہ ہووے۔ بادشاہ نے یہ سنکر حکم قتل ملتوی کر کے شہزادہ کو محبس مین
پھر بھیجدیا۔

چھٹے روز حرم بادشاہ کے حضور مین پھر آئی اور انصاف کی طالب ہوئی وزیرون کو اوسنے طرح طرح کے اتہامون سے متہم کیا کہ وہ سب آپکو ورغلاکر میری دادرسی نہین کرنے دیتے پھر بادشاہ کے آگے یہ حکایت بیان کی۔

حکایت شیر اور اوسکے وزیر بندر کی

سوداگرون کا قافلہ جواہرات اور بیش بہا اسباب تجارت لئے ہوئے ایک منزل مین مقیم ہوا رات کو ایک قزاق جسکا نام سلوک تھا کاروان کے جانورون مین چھپکے بیٹھ گیا اوسکا ارادہ تھا کہ کاروان مین سے ایک گھوڑے کو چراکر لیجاوے اتفاقاً۔ ایک شیر بھی کسی جانور کی تلاش مین وہان آگیا سلوک نے شیر کو گھوڑا سمجھکر پکڑ لیا اور کود کر اوسکی پشت پر سوار ہوگیا اور وہان سے چلدیا۔ جب صبح ہوئی تو بجائے گھوڑے کے شیر کو دیکھکر سلوک کے ہوش پرّان اور حواس باختہ ہوگئے۔ ایک درخت کے نیچے آکر شیر کی کمر پر سے ایک شاخ پکڑکر سلوک درخت پر فوراً چڑھ گیا۔ اور کہنے لگا ؎

از کجا پیدا شد آیا این بلای ناگہان ✤ زین بلای ناگہان مارا خدایا وا رہان

اُدھر شیر اس طرح سے خلاصی پاکر وہان سے بے تحاشا بھاگا اور اپنے وزیر بندر سے سب حال کہا۔ بندر یہ حال سُنکر ہنسا اور کہا واہ۔ آپ ایک آدمی سے ڈر گئے چلئے مین آپکو اُس آدمی کو پکڑ دون۔ چنانچہ شیر اور بندر اوس درخت کے پاس آئے جسپر سلوک چڑھا ہوا تھا شیر کو نیچے کھڑا کرکے بندر اُس درخت پر چڑھنے لگا۔ بندر کے درخت پر چڑھتے ہی سلوک نے اوسکو پکڑ لیا اور تلوار کی ایک ضرب سے اوسکو وہین مار ڈالا یہ دیکھکر شیر وہان سے بھاگ گیا ؎

چو کردی با کلوخ انداز پیکار ✤ سر خود را بہ نادانی شکستی
چو سنگ انداختی بر روی دشمن ✤ حذر کن کاندر آماجش نشستی

حرم نے کہا کہ اس حکایت کا یہ نتیجہ ہے کہ جو چھوٹے ہوں اونکو اپنے سے بڑے اور
طاقتور سے زور آزمائی نہیں کرنا چاہیئے ورنہ بندر کی طرح اپنی جان شیرین سے ہاتھ دہونا
پڑتا ہے اور بادشاہوں کو وزیروں کی خوشامد میں آکر اونکی ہر بات نہیں ماننی چاہیئے اسواسطے
کہ اگر بادشاہ وزیرونکے ہاتھ میں مثل کٹھ پتلی کے ہو جاویگا تو پھر اُن وزیرین کے ظلم کی فریاد
اور اطلاع بادشاہ کی حضور میں کون کریگا۔ وزیروں کے کہنے میں آکر آپ انصاف کرنے میں تامل
نہ فرمائیے۔ یہ سنکر بادشاہ نے شہزادہ کے قتل کا حکم دیدیا۔

حکم قتل سنکر چھٹا وزیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اول اوس نے بادشاہ کی انصاف
پروری اور معدلت گستری کی بڑی تعریف اور توصیف کی۔ پھر التماس کیا کہ جہان پناہ! عورت کے
کہنے پر بھروسہ اور اعتماد نہیں کرنا چاہیئے بے تحقیق اور بلا ثبوت غلطی کے شہزادہ کے ہلاک
کرنے میں تعجیل اور شتاب کاری نہ کریں ۵

تو شنیدہ چو شاہین مشو تیز پر + بآہستگی کوش چون شیر نر

ایک سوداگر نے جلدی میں اپنی بیوی کو بلا تحقیق قتل کرکے اپنا گھر برباد کیا اور آخر میں اپنی تعجیل کاری
پر پچھتایا اس طرح کہیں آپ کو بھی پچھتانا نہ پڑے بادشاہ نے فرمایا کس طرح؟ وزیر نے
بیان کیا۔

حکایت ایک سوداگر اور اوسکے بد باطن غلام کی

اگلے زمانہ میں ایک سوداگر کی ایک نہایت خوبصورت اور پاکدامن بیوی تھی۔ میاں بیوی میں نہایت
درجہ الفت تھی۔ اس سوداگر کا ایک خبیث طبیعت غلام بھی تھا۔ ایک روز اس بد باطن غلام نے
اُس نیک بی بی سے یہ کہا کہ آجکل آقا ایک غیر عورت کی محبت میں گرفتار ہیں کوئی ایسی تدبیر ہو کہ
یہ شعلۂ عشق ترقی نہ پکڑے ورنہ آپ کے لیے یہ بات اچھی نہ ہوگی۔ اُس عورت نے غلام کی
بات سچ سمجھکر اُس سے کہا کہ تجھے ہی اس کام کے لیے کچھ فکر کرنا چاہیئے۔ غلام نے کہا

کہ اس شہر مین ایک عابد باکمال رہتا ہی اوسکو ایسا عمل یاد ہی کہ وہ خاوند کو غلام سے بھی زیادہ عورتون کا تابعدار بنا دیتا ہے مین اوسکے پاس جاکر کوئی تعویذ لاؤنگا۔ بی بی نے اوسکا شکریہ ادا کیا۔ اس کور نمک غلام نے دوسرے دن تخلیہ مین اپنے آقا سے یہ کہا کہ حق نمک ادا کئے بغیر مجھسے رہا نہین جاتا۔ بات یہ ہی کہ بیوی کی پاک بازی مین مجھکو شبہ معلوم ہوتا ہے اگر آپ کہین تو مین آپکو بھی اس بات کا تجربہ کرادون۔ سوداگر نے غلام سے کہا کہ ہان اگر تجکو کچھ حال معلوم ہو سکے تو بجھسے مفصل بیان کرنا۔ دوسرے دن غلام نے بیوی سے کہا کہ مین اس عابد کے پاس گیا تھا اوس نے عمل پڑھنے کے لئے میان کی داڑھی مین سے دو تین بال مانگے ہین۔ جسوقت میان سوجاوین تم کسی چیز سے اونکی داڑھی کے دو چار بال مونڈ لینا۔ بیوی نے کہا کہ اچھا آج مین ضرور ایسا کرونگی۔ پھر یہ بدبخت غلام سوداگر کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بیوی آج آپکو سوتے ہوئے قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہین۔ آج آپ ذرا ہشیار سونا۔ سوداگر نہایت پریشان اپنے گھر مین گیا اور پلنگ پر لیٹ کر دانستہ بڑے بڑے سانس لینے لگا۔ اسکی بیوی کو یقین ہوگیا کہ سوداگر اب بے خبر نیند مین سو رہا ہی چنانچہ وہ ایک استرہ لیکر خاوند کی داڑھی کے بال مونڈنے آئی۔ خاوند سمجھ گیا کہ یہ مجھے مارنے آئی ہی اور مجھسے غلام سچ کہتا تھا۔ اوس نے فوراً اوٹھکر بلا دریافت حال اوسی استرہ سے اوسی جگہ اپنی عورت کا گلا کاٹ ڈالا۔ عورت کے وارثون نے خبر پاکر سوداگر کو مار ڈالا۔ شتاب کاری اور عجلت کی وجہ سے گھر کا گھر برباد ہوگیا۔ اس حکایت کا نتیجہ یہ ہی کہ خود غرضون کی باتون مین آکر شتابی اور عجلت کو کام مین نہ لایا جاوے ورنہ ہمیشہ پشیمان ہونا پڑتا ہے۔

سخن چین را بدہ در نزد خود جائے ۔۔۔ کہ در یکدم کند صد فتنہ برپائے
سخن چین را مکن نزدیک خود رام ۔۔۔ کہ بدگوید ترا ہم در سر انجام

اس حکایت کے کہنے کے بعد وزیر ششم نے عورتون کے کر اور فریب کے بیان مین یہ حکایت

اور بیان کی۔

حکایت سوداگر اور دختر قاضی کی

ایک شہر مین ایک قاضی رہتا تھا اوسکی ایک دختر نہایت بدکار اور فاحشہ تھی۔ قاضی کے ہمسایہ مین ایک جوان سوداگر بھی رہا کرتا تھا یہ عورت اوسپر عاشق ہوگئی اور اس نے اپنے گھر سے ایک سرنگ سوداگر کے گھر تک لگالی۔ جسوقت اوسکا دل چاہتا سوداگر کے پاس چلی جاتی لیکن یہ سوداگر بڑا ہی نیک اور صاحب شرم و حیا تھا اُس نے اِس عورت سے صاف کہا کہ جب تک تو مجھسے نکاح نہ کرے گی مین تیری طرف نگاہِ بد سے ہرگز ہرگز نہ دیکھونگا ؎

دل کہ پُر از وصف حیا می شود　　آئینہ نور خدا می شود
دیدۂ بے شرم پسندیدہ نیست　　در نظر عاشقان دیدہ نیست

علاوہ ازین میرا تجھسے نکاح ہونا بھی دشوار اور ناممکن ہے اس لئے کہ تیرا باپ ہی اس شہر مین سب جگہ نکاح پڑہاتا ہے اور اس شہر مین صرف وہ ایک ہی قاضی ہے جب وہ تجھسے نکاح کا ایجاب کرائیگا تو وہ تیری آواز پہچان جائیگا اور مجھسے تیرا نکاح ہرگز ہرگز نہین کریگا۔

اس عورت نے سوداگر سے کہا کہ تو آج اپنے نکاح کی تیاری کرکے ایک مقررہ وقت پر اپنے دوستون اور اقربا کو بلاکر جمع کرنا آج مین تیرے ساتھ اسی جگہ اپنے باپ ہی سے اپنا نکاح پڑہواؤنگی۔ اول تو اس سوداگر نے ذرا تامل کیا پھر نکاح پر راضی ہوگیا اور ایک وقت معین کرکے تقریب نکاح مین اپنے دوستون اور اقربا اور احباب و اعزا کو وقت مقررہ پر بلوایا۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو قاضی صاحب کو نکاح پڑہانے کے لئے بلایا گیا۔ جب قاضی صاحب آئے تو سب لوگون نے اور سوداگر نے نہایت تعظیم سے اونکو مسند پر بٹھایا۔

نکاح خوانی کے وقت قاضی صاحب نے لڑکی سے اوسکا نام دریافت کیا اوس نے اپنا اصلی نام بتا دیا اور جب باپ کا نام پوچھا تو لڑکی نے وہی نام بتایا کہ جو قاضی صاحب کا نام تھا قاضی

صاحب نے اول تو آواز ہی سنکر پہچان لیا کہ یہ میری دختر ہی اور پھر اوسکا نام اور اپنا نام سنکر تو اونکو بالکل شبہہ ہی نہین رہا یقین ہو گیا کہ یہ میری ہی بیٹی ہے اونکو اپنی دختر کی خود سری پر نہایت غصہ آیا بڑے پریشان ہوئے اور نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ نکاح پڑھانے سے پہلے کسی بہانہ سے اوٹھکر اپنے مکان مین اپنی دختر کے دیکھنے کے لئے آئے۔ ادھر اونکی دختر انکے جانے سے واقف ہو کر سرنگ کی راہ سے روانہ ہو کر اونکے پہونچنے سے پہلے اپنے مکان مین پہونچ گئی۔ جب قاضی صاحب مکان مین آئے تو اپنی بیٹی کو وہان بیٹھے دیکھا۔ دل مین کہنے لگے کہ لاحول ولا قوۃ۔ مجھکو بڑا شبہہ ہوا۔ میری بیٹی تو یہان موجود ہی۔ اونکے دل سے تمام خوف جاتا رہا۔ اولٹے پاؤن وہان سے پھرے۔ اور سوداگر کے گھر گئے۔ ادھر سے اونکی بیٹی بھی سرنگ کی راہ سے سوداگر کے مکان مین فوراً پھر چلی آئی اور اسطرح فریب سے اپنے باپ کے ہاتھ سے اپنے نکاح کا خطبہ پڑھوایا۔

یہ حکایت ختم کرکے وزیر ششم نے عرض کیا کہ جہان پناہ! مجھے اس معاملہ مین کچھ فریب معلوم ہوتا ہے آپ اسقدر تعجیل شہزادہ کے قتل کرنے مین نہ فرماوین اول پوری پوری تحقیقات کر لین
بادشاہ نے یہ حکایت سنکر شہزادہ کا قتل کرنا ملتوی کر دیا اور اوسکو محبس مین پھر بھیجدیا

ساتوین دن حرم بادشاہ کی حضور مین علی الصباح حاضر ہوئی اور بادشاہ سے طالب انصاف ہوئی اور کہا کہ مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ شہزادہ نے رشوت دیکے آپکے سب وزیرون کو ملا رکھا ہے۔ اسی سبب سے وہ میری دادرسی نہین ہونے دیتے اور طرح طرح کی جھوٹی حکایتین بیان کرکے آپکے انصاف کرنے سے روکتے ہین۔ آپ وزیرون کے صلاح و مشورہ کو ہرگز نہ مانئے انصاف اور عدل کرنے مین کسی کی رو داری اور رعایت نہ کیجئے۔

عدل نوریست کزو ملک منور گردد ‏ ‏ ‏ ز نسیمش همه آفاق معطر گردد
عدل پیش آر و مراد دل درویش برآر ‏ ‏ ‏ تا ترا هر چه مراد است میسر گردد

نوشیروان کی طرح سے انصاف کیجئے اوسنے اپنے بیٹے کا لحاظ نکرکے اوسکو بھی عدل سے قتل کر دیا تھا - عدل کی وجہ سے نوشیروان کا نام آجتک مشہور اور زبان زد عام ہے ؂

زندہ ست نام فرخ نوشیروان بعدل　　　گرچہ بسے گزشت کہ نوشیروان نماند

آپکے شہزادہ اور نوشیروان کے بیٹے کا حال بہت کچھ ملتا جلتا ہے پھر آپ بھی مثل نوشیروان کے اپنے بیٹے کو قتل کرکے سیرا انصاف فرماکر اپنا نام ہمیشہ کے لئے اس جہان مین نیکنام اور مشہور کرین - بادشاہ نے پوچھا وہ حکایت کس طرح ہی حرم نے حسب ذیل بیان کیا

حکایت نوشیروان کے انصاف کی

شروع تخت نشینی کے زمانہ مین نوشیروان سلطنت کے حال سے نہایت بے خبر تھا رات دن عیش و عشرت اور سیر و شکار لہو و لعب مین مصروف رہتا - ایک روز نوشیروان اور اوسکا وزیر بزرجمہر شکار کھیلتے ہوسے کسی درخت کے نیچے آکر ٹھہرے اُس درخت پر ایک جوڑا اُلّو (بوم) کا بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا - نوشیروان نے بزرجمہر سے پوچھا کہ یہ جانور کیا باتین کر رہے ہین ؟ بزرجمہر نے خیال کیا کہ یہ موقع نوشیروان کو فہمایش کرنیکا خوب ہی - شاید غفلت چھوڑکر راہ راست پر آجائے - کچھ نصیحت کرنے کے لئے بات بنانی چاہیئے - ؂

خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبران　　　گفتہ آید در حدیث دیگران

بزرجمہر نے کہا کہ اس بوم کی دختر کی شادی ہی - مادہ اپنے نر سے کہہ رہی ہے کہ تونے لڑکا جہیز تو سب کچھ عمدہ طور سے مہیا کر دیا ہے مگر اوسکے دینے کے لئے دیہات صرف دس بیچ کئے ہین یہ بہت کم ہین - اوس کے جواب مین نر کہہ رہا ہی کہ مت گھبرا اور نا خوش نہو اگر نوشیروان اس سلطنت پر قایم ہے تو مین بہت گاؤن ویران اسکو اور دیدونگا - اس لئے کہ ظلم و تعدی سے ویرانی روز بروز ترقی پر ہی - چند دنون مین اور بہت سے گاؤن ویران ہوجاوینگے - ظلم سے رعایا بھاگی جارہی ہی - بزرجمہر سے یہ حال سنکر نوشیروان بہت نادم

ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس ! میری سلطنت مین اسقدر ظلم واندھیر ہی کہ اوسکا چرچا جانورون
کی زبانون پر بھی پھیل گیا۔ نوشیروان اوسی وقت شکار سے لوٹ آیا اور حکم دیا کہ تخت کے روبرو
ایک حوض کھودا جاے جو مظلوم اور مستغیث اپنا انصاف چاہین وہ عرضی لکھکر اس حوض مین
ڈالدین۔ چنانچہ اوس حوض مین مستغیثون کی اسقدر بے انتہا عرضیان پڑین کہ حوض اُبل گیا۔
دوسرے روز علی الصباح بادشاہ انصاف کرنے کے لئے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ ایک
عرضی اس حوض مین سے اوٹھالاؤ۔ اتفاق سے وہ عرضی ایک غریب سنار کی تھی۔ اوسمین لکھا
تھا کہ اسے نوشیروان ! مجھ بیکس پر تیرے بیٹے (شہزادہ) نے بڑا ظلم وستم کر رکھا ہی۔ میری
ناکتخدا لڑکی کو اپنے گھر مین جبراً اٹھا لیا ہی اور کوئی میری فریاد نہین سنتا۔ یہ سنتے ہی نوشیروان
نے شہزادہ کو معہ اوس لڑکی کے بلوایا اور تحقیقات کی اور ثبوت پاکر جلاد کو حکم دیا کہ اس شہزادہ
کا سر میرے سامنے ہی تلوار سے اوڑا دے۔ چنانچہ اوسی وقت شہزادہ کا سر اوسکے
تن سے جدا کیا گیا۔

نوشیروان کے اس انصاف سے جتنے ظالم تھے خوف جان سے کانپ گئے اور ہر ظالم نے
ہر ایک مظلوم اور مستغیث کو جس طرح ہو سکا جان کے خوف سے راضی کر لیا۔ اوس روز سے
نوشیروان نے عدل و انصاف کی طرف اسقدر توجہ کی کہ اوسکا انصاف آجتک مشہور عالم ہے
اور اسکا نام عدل مین زبان زد عام ہی ؎

عدل و در دنیا نکو نامت کند　　در قیامت خوب فرجامت کند
اندرین عالم معظم سازدت　　چون بدان عالم رسی بنوازدت

آپ بھی اسی طرح انصاف فرماکر شہزادہ کو قتل کرکے عدل فرمائے۔ یہ حکایت سنکر بادشاہ نے
جلاد کو بلاکر شہزادہ کے قتل کا حکم دے دیا۔

حکم قتل سنکر وزیر ہفتم بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور معمولی آداب بجالاکر عرض کیا کہ

جہان پناہ! اس امر کی پورے طور سے تحقیقات کئے بغیر شہزادہ کو قتل نکرین بلا تحقیق
اور بے سمجھے سوچے شتاب کاری سے کام کرگذرنے مین سوائے ندامت اور پشیمانی
کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا۔ اور بالخصوص قتل انسان مین بہت ہی تامل اور ثبوت درکار ہے

عنان کش دوان اسپ اندیشہ را	که در رہ خطر است این پیشہ را

اس بیان کے ثبوت مین اس وزیر نے بادشاہ سے اجازت لیکر یہ حکایت بیان کی۔

حکایت ایک بادشاہ اور اُسکی دختر کی

ایک بادشاہ کی ایک دختر نہایت حسینہ اور جمیلہ تھی بادشاہ کو اوس سے کمال محبت تھی
اور یہ چاہا کرتا تھا کہ اسکی شادی کسی دوسرے ملک کے شہزادہ سے ہو جائے۔ اس بارہ مین
اوسنے اپنے ایک وزیر سے مشورہ کیا وزیر نے کہا کہ مین اس معاملہ مین غور و فکر کر کے پھر
عرض کرونگا۔ چند روز کے بعد اتفاقاً ایک نوجوان جو شکل شمائل مین بہت خوشرو
اور وجیہ تھا مسافرانہ اس شہر مین وارد ہوا اور بادشاہ کے وزیر سے ملا اور اپنے آپ کو قیصر
روم کا شہزادہ ظاہر کیا اور کہا کہ مین اپنے باپ سے رنجیدہ ہو کر چلا آیا ہون۔ وزیر نے
اوس جوان کی شکل و صورت پر نظر کر کے بلا تحقیق اوسکے بیان کو سچ سمجھ کر اوسکو اپنے
گھر مین مہمان کیا اور شہزادون کی طرح اسکی خاطرداری اور مہمانی کی اور بلا تحقیق اوسی وقت
جا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ روم کا شہزادہ اپنے باپ قیصر سے ناراض ہو کر یہان آیا ہوا ہے
اوسکا یہان آنا اتفاقی امر ہے اور بہت مغتنمات سے ہے اگر مہمانون کے طور پر اوسکی خاطر
اور مدارات کیجائے تو سوائے اسکے کہ آیندہ قیصر روم سے دوستی بڑھنے کا باعث ہے
جو رائے عالی کے مکنون ضمیر بادشاہ عالی جاہ یعنی شاہزادی کی نکاح کا ہے یہ امر بھی باحسن وجوہ
اور حسب مراد حاصل ہو سکتا ہے۔

چه خوش بود که بر آید بیک کرشمہ دو کار

بادشاہ نے اس بات کو اپنی خواہش کے موافق اور مدو غیبی سمجھکر دوسرے روز وزیر کی معرفت اُس جوان سے دربار مین ملاقات کی اور اُسکے رتبہ کے موافق تعظیم اور دلجوئی کی قضارا اُس روز قیصر روم کا سفیر بھی دربار شاہی مین موجود تھا۔ جب اُس نے یہ واقعہ دیکھا تو بادشاہ سے عرض کیا کہ خداوند نعمت! یہ شخص محض دروغ گو ہے اسکو مین خوب جانتا ہون یہ روم کے قصائیون مین سے ہے مینے اسکو ہمیشہ وہان دیکھا ہے بلکہ اسکے باپ کی دوکان سے ہمارے بادشاہ کے مطبخ خاص مین گوشت کی چندی مقرر ہے۔

بادشاہ اس حال کو سنکر بہت رنجیدہ ہوا اُس جوان کو اوسی وقت تشہیر کرا کے ملک بدر کر دیا کہ اُسکے دروغ اور حیل کی کافی سزا تہی اور اُس وزیر پر سخت خفگی کی کہ یہ کہا کہ اچھے جلیل القدر شہزادہ کو تو نے ہمارا مہمان بنایا۔! ؎

اگر کہان نہ فرماید سیاست	زند ہر ناکسے لاف ریاست

وزیر اپنے اس بے تحقیق کام کی ندامت اور شتاب کاری سے ایسا نادم اور پشیمان ہوا کہ وہ ایسکے برخاست ہوتے ہی اُس شہر سے خفیہ کسی طرف نکل گیا اور پھر اس نے تمام عمر بادشاہ کو اپنا منہ نہین دکھایا ؎

سخن شاہ شاہ ہر سخن است	بہمہ حال پاس باید داشت
تا نگردد نقیض آن ظاہر	باید آن را بلوح دل بنگاشت

یہہ حکایت کہکر اس وزیر نے عورتون کے مکر و فریب مین بادشاہ سے یہ حکایت بیان کی

حکایت نجومی کی زوجہ اور سپاہی کی

سمرقند مین ایک نجومی کے پڑوس مین ایک نوجوان سپاہی کا گھر تھا اُس منجم کی عورت نہایت حسین اور طرح دار۔ مگر فاحشہ اور بدکار تھی۔ سپاہی سے اُسکی دوستی ہوگئی۔ ہمسایون نے خبر پاکر نجومی کو اس حال سے آگاہ کیا اوسکو اپنی عورت کی پاکبازی پر پورا بھروسہ تہا [illegible]

کا یقین نہین آتا تہا لیکن اُسکے دلمین کھٹکا ہوگیا اور خفیہ طور سے اپنی عورت کے چال وچلن کی تلاش اور جستجو مین رہنے لگا۔ ایک روز اُس نے اپنی بیوی سے نیشاپور کے سفر کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ ناشتہ طیار کردے۔ عورت نے بظاہر شوہر کے سفر پر جانے اور عارضی مفارقت ہونے سے رنج و ملال ظاہر کیا اور ناشتہ طیار کرکے شوہر کو وداع کیا۔ اور سپاہی کو نجومی کے جانے کی خبر کردی اُس نے رات کو آنے کا وعدہ کیا۔ اس عورت نے نئی پوشاک پہنکر خوب بناؤ سنگار کیا۔

اُس نجومی نے تمام دن جنگل مین بسر کیا جب شام ہوئی اندہیرے مین اپنے گھر کے قریب چھپکر اپنی عورت کا نگران حال ہوا۔ سپاہی نے رات کو آکر اس نجومی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور دروازہ کے کُھلتے ہی اندر داخل ہوگیا نجومی بھی پیچھے پیچھے اندہیرے مین اُسکے ساتھ اندر پوشیدہ چلاآیا اور ایک چارپائی کے نیچے چھپ گیا۔ اتفاق سے نجومی کی عورت نے کسی طرح اپنے خاوند کا آجانا معلوم کرلیا اور چُپکے سے اس واقعہ کی سپاہی کو بھی خبر کردی اور کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اب جو کچھ مین کہون تو اُس کو قبول کرتا جانا۔ پھر عورت نے سپاہی سے یہ کہنا شروع کیا کہ مین نے تم کو یہان آنے کی اسواسطے تکلیف دی ہے کہ میرا عزیز خاوند یہان سے تنہا سفر کرکے نیشاپور کو گیا ہے اور سفر مین ہمیشہ خطرات اور حوادث کا سامنا ہوا کرتا ہے

اندر سفر مشقت و ذل و ملامت است   گر ہست خوش دلی و فرح در اقامت است

اس خیال سے میرا دل بہت بےچین اور پریشان ہے۔ یہ دس دینار تم لو اور ابھی نیشاپور کی جانب روانہ ہوکر دو منزلہ کرکے کل کے روز میرے خاوند سے جاملو دوران سفر مین اُسکی محافظت اور خدمت پوری پوری کرو کہ میرے شوہر کو ذرا تکلیف نہ ہو پھر جب اُسکی ہمراہ واپس آؤگے تو مین تمکو بہت سا انعام دونگی۔

نوجوان سپاہی اس بات کو قبول کرکے دس دینار لیکر نجومی کے گھر سے نکل آیا۔ یہ عورت

اب بستر پر لیٹ گئی اور خاوند کو یاد کر کے مکر و فریب سے ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔ عورت کے اس کید و فریب سے نجومی کے دل مین اوسکی محبت کا یقین اور زیادہ ہوگیا۔ بیوی کو روتا دیکھکر خاوند نے پلنگ کے نیچے سے نکلکر اپنے آپ کو بیوی پر ظاہر کردیا اور تمام عمر اُس کی دلجوی اور دلداری کرتا رہا۔

وزیر ششم نے یہ حکایت کہکر بادشاہ سے عرض کیا کہ جہان پناہ! اس معاملہ مین مجھکو فریب معلوم ہوتا ہے۔ آپ شہزادہ کے قتل مین جلدی نہ کرین پورے طور سے تحقیقات فرالین ایسا نہ ہو کہ خود غرض کے فریب مین آکر آپ شہزادہ کو جلدی مین ناحق قتل کردین اور خون ناحق رنگ لائے بغیر نہین رہتا کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ✿ چندان امان نہ داد کہ شب را سحر کند

اسقدر گفتگو کی جرات بمقتضاے نمکخواری اور دلسوزی فدوی کو ہوی ہے آیندہ جہان پناہ مالک ہین جو چاہین سو کرین۔ یہہ حکایت سنکر بادشاہ کو عورتون کے مکر و فریب کرنیکا پورا پورا یقین ہوگیا اور حکم قتل ملتوی کر کے شہزادہ کو جیلخانہ مین بھیجدیا۔

زمانہ خموشی کا اختتام

آج وہ سات روز ختم ہوگئے کہ جس عرصہ کے لئے شہزادہ نے بولنے کا عہد کرلیا تھا۔ آٹھوین دن علی الصباح شہزادہ نے جیلخانہ مین بادشاہ کے وزیر اعظم کو بلایا اور اس کی معرفت بادشاہ کے حضور مین عرض کی کہ کل کے دن بادشاہ سلامت ایک عالیشان دربار منعقد کرین اور تمام ارکین سلطنت اور عائدین دولت اور اعیان مملکت کو طلب فرمادین۔ پہر مین اپنا سچ سچ اور راست راست حال بیان کرونگا۔

بادشاہ اس بات پر رضامند ہوگیا۔ چنانچہ دوسرے دن ایک بڑا عالیشان دربار منعقد

کیا گیا۔ جب سب لوگ حاضر ہوگئے تو شہزادہ معہ سندباد کے دربار میں آیا دونوں آداب شاہی بجا لاکر اپنی مقررہ نشستوں پر بیٹھ گئے۔

بادشاہ نے شہزادہ سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس عورت کے معاملہ میں تم اپنی زبان سے سچ سچ حال بیان کرو اور نیز اس بات کا کہ تم خاموش کیوں رہے اور باوجودیکہ متواتر روزانہ سات دن تک تم کو حکم قتل دیا گیا اور تم ذرا نہ گھبرائے سب حال مفصل کہو۔ شہزادہ نے کہا کہ میری خاموشی کا باعث تو یہ تھا کہ میری تقدیر میں ان سات دنوں میں مصیبت برداشت کرنا مقدر ہو چکا تھا اور اس تقدیری مصیبت کا رفع ہونا ناممکن تھا۔

بزور و زر نشاید بُرد احکام قضا کردن ٭ نمی زیبد کسے را در قضا چون و چرا کردن

نجوم کی رو سے میرے شفیق استاد سندباد کو معلوم ہوا تھا کہ میری خاموشی اس تقدیری مصیبت کا علاج ہے ورنہ سخت اندیشہ ہے میں یہ خیال کر کے ؎

تغافل مشو که ساقی قدرت ز جام دہر ٭ گہہ صاف لطف می دہد و گاہ دُردِ قہر

اس ہدایت پر کاربند ہوا۔ الحمد للہ کہ اونکی ہدایت پر عمل کرنے سے بلا سے نجات پائی

شاید اگر گردش گردون بکام شد ٭ شبدیز کج خرام فلک زود رام شد

اور میں روزانہ حکم قتل سے اسواسطے پریشان نہیں ہوتا تھا کہ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ جس روز موت آجاتی ہے تو کوئی لاکھ سفارش و تدبیر کرے موت نہیں ٹلتی پھر میرا اضطراب بیسود ہی اور جب تک موت نہیں آتی کوئی ہزاروں زہر دے قتل کی کرے موت آنا ممکن ہی نہیں ہے۔ ایک عربی کا قول ہے

أيّ يومَيَّ من الموت أفِر ٭ يومَ لا يُقدَر أم يومَ قُدِر
يومَ لا يُقدَر لا يأتي الفنا ٭ يومَ قد قُدِر لا يُغني الحذر

کسی نے اسکا ترجمہ فارسی میں کیا ہے ؎

دو روز حذر کردن از مرگ سزا نیست ٭ روزیکہ قضا باشد و روزیکہ قضا نیست

روزیکہ قضا باشد کوشش نہ کند سود   روزیکہ قضا باشد در روزی کہ قضا نیست

اور حرم سنے مجھپر جو جو الزام لگایا ہے یہ بالکل غلط اور بہتان عظیم ہے - اس اتہام کیوجہ سے جسقدر میری بدنامی ہوئی اور زندان مین رہنے سے جو کچھ اذیت اور تکلیف پہونچی اس امر مین اس عورت کا یا کسی خاص شخص کا قصور نہین ہے بلکہ یہ سب تقدیری امور تھے جن سے کسی تدبیر سے بچاؤ نہین ہو سکتا - ہر حالمین انسان کو تقدیر الہی پر صبر کرنا زیبا ہے - ۵

سپر بہتر ہر چہ را از ہر چہ ہست   تا بیابد ہر مراد خویش دست

پہر شہزادہ نے یہ حکایت بیان کی -

حکایت مہمان اور سانپ کی

ایکشخص نہایت فیاض اور سخی تہا اگر اوسکو فیاضی کی روح کہا جاتا تو درست اور بجا ہوتا - اسکی سخاوت دریا اور معدن کی فیاضی اور بخشش سے بہی بہت افزون تہی ۵

ابر و دریا دل ز دست جود او در انفعال   ای عالم زیر پا سے ہمت او پا یمال

اس نے ایک دن اپنے دوستون کی دعوت کی - کہانا کہانے کے بعد میزبان نے اپنے مہمانون کے پلانے کے لئے اپنی کنیز سے دودہ منگوایا لونڈی ایک کہلے برتن مین دودہ لا رہی تہی کہ یکایک ایک سانپ نے فضاء آسمان سے اپنا زہر نیچے پہینکا اس سانپ کو ایک لقلق اپنی چونچ مین پکڑے ہوئے لیجا رہی تہی سانپ کا زہر اس دودہ کے برتن مین اگر گرا کنیز کو اسکا کچہہ بہی حال معلوم نہین ہوا جن جن مہمانون نے وہ دودہ پیا وہ سب مسموم ہو گئے -

سوال معنی خیز

اب یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس زہر خورانی کا الزام کس پر لگایا جاے ؟

ایک درباری نے کہا کہ اس کنیز پر اس تمام مصیبت کا الزام ہے اس لئے کہ اس نے وہ برتن جس مین دودہ لیجا رہی تہی نہین ڈہکا - دوسرے نے کہا کہ یہ الزام اس لقلق پر ہے

کہ وہ سانپ کو اپنے منہ مین لئے ہوئے اُڑی تھی۔ تیسری کی یہ راے ہوئی کہ یہ سب الزام سانپ پر ہے کہ اُس نے زہر اُگلا۔ چوتھے شخص نے اس بات پر اصرار کیا کہ زہر کا تمام الزام میزبان پر ہی کہ اُس نے بغیر مناسب احتیاط عمل مین لائی ایک کنیز کو دودہ لینے بہیجا شہزادہ نے سب حاضرین کی رائے سنکر کہا کہ نہین یہ کسی شخص کے غلطی نہین ہی۔ یہ سب حکم قضا و قدر تہا ؎

تقدیر چو سابق است تعلیم چہ سود ✦ جز بندگی و رضا و تسلیم چہ سود

بس اسی طرح قیاس کرلو کہ مجہپر جہوٹے بہتان اور تہمت کیوجہ سے زندان مین رہنے کی جو مصیبت پڑی اور میرے قتل کے تیاریان ہوئین یہ سب نوشتہ تقدیر اور قسمت کی تحریر کی وجہ سے ہوا ہی ؎

ہرکہ راضی شد از قضاے خدا ✦ بہرہ مے باید از رضاے خدا

ہر عزیزیکہ با رضا خو کرد ✦ فرح و عیش رو سے با او کرد

خوش بود آمیز از صفائی ضمیر ✦ با قضا و قدر چو شکر و شیر

بادشاہ شہزادہ کی عقلمندی سے بہت ہی خوش ہوا اوٹھکر شہزادہ کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اب بادشاہ اور سب درباریون کو یقین ہوگیا کہ فی الحقیقت شہزادہ پر حرم نے تہمت ہی لگائی تھی۔

بادشاہ نے اس خوشی مین کہ اوس نے شہزادہ کی تعلیم مین اسقدر محنت کی اور اُس کو عالم و فاضل اور عقلمند بنادیا سندباد کو رقوم بیش قدر انعام و اکرام مین عطا فرمائین اور غریبون اور مفلسون کو اسقدر زر نقد عطا کیا کہ وہ مالا مال ہوگئے اور بہت سے قیدیون کو رہائی دی

در آن جشن از بذل اموالہا ✦ گدا گشت سلطان و سلطان گدا

بعد ازان بادشاہ نے سندباد سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ پہلے اُستاد تو شہزادہ کو تعلیم

دینے مین بالکل ناکامیاب رہے اور اب تمہاری تعلیم سے شہزادہ صاحب علم و تمیز ہوگیا
سندباد نے عرض کیا کہ جہان پناہ! موسم خزان کی ہوا موسم بہار نہین ہوسکتی اور
نئے اُگے ہوئے درخت یعنی پودہ مین پہل اور میوہ نہین لگ سکتا - درخت بید سے شکر
حاصل نہین ہوتا اور کہجور کا درخت ایک ہی دفعہ اسقدر بلند نہین ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ بلند ہوتا ہے

بمطلب سے رسد جو پائی کام آہستہ آہستہ ✤ زور یا میکشد صیاد دام آہستہ آہستہ

اسی طرح شہزادہ کا حال قیاس فرمائے اگر ایک دفعہ اُسکے اُستاد ناکامیاب ہوگئے تھے
تو وہ اپنی طرز تعلیم کو بدل کر دوسری دفعہ ضرور کامیاب ہوجاتے کہ جہان پناہ نے شہزادہ
کی تعلیم میرے سپرد کردی مین نے انکی طبیعت کا رجحان دیکھکر اوسی کے موافق تعلیم دی ؎

توانی بہ نرمی و کار آگہی ✤ کہ تغییر راے سلاطین وہی
دگر از درشتی بر آری نفس ✤ نیاید از آن راے خود باد بس
پس آن بہ کہ اول مدارا کنی ✤ بہ فرصت رہ چارہ پیدا کنی

خدا کا شکر ہے کہ جو بیج مینے بویا تہا وہ بارآور ہوا یعنے شہزادہ کی تعلیم ہر طور سے تکمیل پر
پہنچ گئی اور اب مین اُسکا میوہ جمع کر رہا ہون -

بادشاہ نے پھر شہزادہ سے کہا کہ تم خود اپنی زبان سے اپنی گذشتہ اور حال کی تعلیم کی
کیفیت بیان کرو - شہزادہ نے جواب دیا کہ جہان پناہ! پہلے مین نوعمر تہا اور نوعمر آدمی
مین کسی قسم کی احتیاط یا دور اندیشی نہین ہوا کرتی اور جو کام یا فعل نوعمر آدمی کیا کرتا ہے
اُسکے نتیجے پر وہ بالکل غور نہین کیا کرتا جس طرح مین نے ابتداء عمر مین تعلیم کی طرف
کچھ خیال نہین کیا ؎

فہم سخن گر نہ کند مستمع ✤ قوت طبع از متکلم مجوے

شہزادہ نے پھر حسب ذیل گفتگو کی -

حکایت ایک مدہوش عشق عورت کی

ایک خوبصورت عورت اپنے گھر کی کھڑکی میں سے ہمیشہ جھانکا کرتی تھی - یہ عورت مثل گل لالہ
کے اپنا چہرہ کسی شخص سے پوشیدہ نہیں کرتی تھی نہ اسکو بدنام ہونے سے کسی قسم کی شرم
تھی - یہ ایک دن اپنے دو سال بچہ کو ایک کنوئیں پر پانی بھرنے گئی وہاں ایک خوبرو
اور جوان آدمی کو دیکھکر وہ اسپر ایسی فریفتہ اور مدہوش ہوئی کہ بجاے اسکے کہ گھڑا میں
رسی باندہکر اوسکو پانی بھرنے کے لئے کنوئیں میں لٹکاتی اُس نے اپنے بچہ کی گردن میں رسی
باندہکر اوسکو مثل ڈول کے کنوئیں میں لٹکانا شروع کیا - بچہ بہت چلّایا اوسکی آوازیں
سنکر آس پاس کے لوگ وہاں جمع ہو گئے اور اونہوں نے بچہ کو کنوئیں میں سے نکالا -
اس حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ جوانی اور شباب کا عالم مثل عالم دیوانگی اور جنون کے ہوتا ہے
آدمی اپنی خواہشوں سے آزاد اور اسکا صرف اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ بڑی عمر
حاصل کرتا ہے اسطرح جب میں بڑا ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ تعلیم حاصل کرنے سے عقل کو بڑی مدد ملتی ہے
علم و ہنر سیکھنے کو مدد ملتی ہے اور تعلیم کو حاصل کرنے سے فائدہ ہوتا ہے جو شخص علم حاصل
کرلیتا ہے گو وہ کسی ملت اور کسی قوم کا ہو سب لوگ اسکی عزت کرتے ہیں اور اُس سے
استفادہ حاصل کرتے ہیں اور علم کی وجہ سے عالم اعلےٰ اور بالا جگہ پر شخص کی قابل
ہو جاتا ہے اور جاہلوں کے لئے تو یہی مناسب ہے کہ اونکی کچھ عزت و قدر نہ کیجائے ۵

ز جاہل گریزندہ چون تیر باش ❊ نیامیختہ چون شکر شیر باش

بادشاہ نے شہزادہ سے دریافت کیا کہ آیا تم نے کبھی کسی کو اپنے سے بھی زیادہ ہوشیار دیکھا
ہے ؟ شہزادہ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے تین شخصوں کو اپنے سے زیادہ ہوشیار اور عقلمند
پایا منجملہ اُن کے ایک شیرخوار بچہ تھا جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے گویا ہوا - دوسرا ایک پانچ
برس کا طفل تھا اور تیسرا ایک نابینا تھا - شیرخوار بچہ کی حکایت اس طرح سے ہے -

حکایت شیرخوار بچہ کی عقلمندی کی

ایک بدکار عورت کا ایک شیرخوار بچہ تہا۔ اس عورت نے ایک جوان آدمی سے ناجائز تعلق کر رکہا تہا اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اس نے ایک دن اُس جوان شخص کو بلایا۔ یہ آدمی جب اُس عورت کے گہر میں گیا تو یہ شیرخوار بچہ گہوارہ میں لیٹا ہوا تہا اُس نے اس بخیر شخص کو گہر میں آتے دیکہکر اور اُس گناہ کے لئے جسکا وہ مرتکب ہونے والا تہا بڑی لعنت ملامت کی۔

شیرخوار بچہ کو بولتا ہوا دیکہکر یہ نوجوان شخص گناہ کے ارادہ سے جو اس مکان میں آیا تہا اپنے کئے سے بہت پچتایا اور ڈرکر وہاں سے اسیوقت چلا گیا اور اپنی تمام شرارتوں سے توبہ کرکے اُس روز سے عابد و زاہد بن گیا اور پہر ہمیشہ مرتے دم تک ایسا ہی نیک رہا۔ شعر

میل داری بر فضیلت و درجات ٭ در صداقت باش و در ثبات

اور پانچ برس کے طفل کی حکایت حسب ذیل ہے

حکایت طفل پنجسالہ کی ہشیاری کی

تین شخصوں نے باہم ایک معاملہ میں شراکت کی جب ان شخصوں کے پاس ایکہزار اشرفی جمع ہوگئیں تو انکا یہ مشورہ ہوا کہ ان اشرفیوں کو ایک ایسی عورت کے پاس امانت رکہا جاوے جو اپنی دیانت داری اور راستبازی اور دیگر محمود خصائل کے لئے مشہور آفاق ہو۔ چنانچہ تینوں شخص یہ اشرفیاں لیکر ایک مشہور دیانت دار عورت کے پاس گئے اور اُسکے پاس اشرفیاں رکہکر اُس سے تینوں شخصوں نے یہ کہا کہ ہم تینوں اکٹہے ہوکر تم سے یہ امانت مانگنے آویں تو دینا اور اگر ہم میں سے ایک یا دو آکر مانگے تو ہرگز ہرگز مت دینا عورت نے قبول کرلیا پہر یہ تینوں شخص وہاں سے چلے آئے۔

کچھ عرصہ کے بعد اُن تینوں میں سے ایک شخص کے دلمیں دغا آئی اور اس نے

اُن تمام اشرفیون پر قبضہ پانے کی ایک تدبیر سوچی وہ یہ کہ یہ شخص اپنے ساتھ اپنے دونون شریکون کو اس بہانہ سے کہ آؤ حمام مین نہانے چلین اُس امین عورت کی گلی مین لیگیا حمام مین پہونچکر اس شخص نے اپنے دونون شریکون سے کہا کہ تم ذرا یہان کھڑے رہو مین سر دھونے کی مٹی اور صابون جو نہانے کے لئے ضروری چیزین ہین بہول آیا ہون اب مین ان چیزون کو اس عورت کے مکان مین سے لے آتا ہون چنانچہ یہ شخص اُس عورت کے گھر گیا اور اپنے دونون ساتھیون کو حمام کے پاس کھڑا کر گیا اور اُس نے عورت سے جاکر وہ ہزار اشرفی مانگین عورت نے کہا کہ مین تمہاری دونون شریکون کی غیر حاضری مین صرف تمکو وہ امانت حسب قرار داد نہین دیسکتی۔

یہ سنکر اس شخص نے اوس عورت کو اپنے دونون شریکون کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو وہ دونون وہ کھڑے ہین۔ عورت اونکو دیکھکر اس شخص کو اشرفیون کے دینے پر رضامند ہوگئی اور وہ سب اشرفی اُس شخص کو دیدین سب اشرفی لیکر یہ شخص وہان سے خفیہ طور سے فرار ہوگیا۔ وہ دونون شریک اُسکے آنے کے انتظار مین کھڑے کھڑے تھک گئے اور جب اونکو بہت دیر ہوگئی اور وہ شخص نہین آیا تب اونکو شبہہ پڑا کہ کہین وہ ہماری سب اشرفیان اُس عورت سے لیکر فرار نہ ہوگیا ہو۔ یہ خیال کرکے یہ دونون اُس امین عورت کے پاس گئے اور اُس سے وہ ہزار اشرفیان مانگین اُس نے جواب دیا کہ ابہی تو تمہارے سامنے وہ تمہارا شریک مجھسے سب اشرفیان لیگیا ہے۔ اب تم دوبارہ کیسی مانگنے آئے ہو۔

یہ بات سنکر اُن دونون کے ہوش اُڑگئے اور عورت سے کہا کہ ہم تو تم سے کہہ گئے تھے کہ جبتک ہم تینون اکٹھے ہوکر تم سے اشرفیان نہ مانگین تم ہم مین سے ایک کو یا دو کو ہرگز نہ دینا۔ اب تم نے اکیلے ایک شخص کو اشرفیان کیون دیدین ہم تو تم سے لینگے۔

چنانچہ اس امین عورت کو یہ دونون شخص پکڑ کر عدالت مین قاضی کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا قاضی صاحب سے بیان کیا۔ قاضی نے اُس عورت کو حکم دیا کہ بیشک تو ان دونون شخصون کو وہ اشرفیین ادا کر۔ اس عورت نے التجا کر کے قاضی سے تین دن کی مہلت لی تاکہ اس عرصہ مین وہ اونکی ادائیگی کا بندوبست کرے قاضی نے مہلت منظور کر لی۔ یہ عورت عدالت مین سے روتی ہوئی بڑی شکستہ دل اپنے گھر کو روانہ ہوئی۔ راستہ مین ایک پانچ برس کا لڑکا اُسکو ملا اور اُس نے روتا دیکھکر دریافت کیا کہ تو کیون روتی ہے کیا معاملہ ہے؟ مجھسے بھی کہہ شاید مین کوئی ترکیب بتلا سکون۔ عورت نے کہا کہ تو لڑکا ہے تجھسے کیا کہون۔ اوس نے کہا واہ! لڑکون سے بعض اوقات اکثر ایسے کام نکل آتے ہین جو بڑون بڑون سے نہین ہو سکتے اوسکو ہوشیار جان کر عورت نے تمام ماجرا اوس لڑکے سے کہا۔ لڑکے نے سب احوال سنکر عورت سے کہا کہ اگر تو میری بات مانے تو تو ابھی قاضی صاحب کی عدالت مین واپس جا۔ اور کہہ کہ مین ان شخصونکی امانت دینے کو تیار ہون لیکن قرار داد کے بموجب وہ امانت مین انکو اوسیوقت دونگی جبکہ یہ تینون شریک اکٹھے ہو کر مجھسے اپنی امانت واپس لینے آوینگے عورت کی سمجھ مین یہ دانائی کی بات آگئی وہ اوسیوقت قاضی کی عدالت مین گئی اور جو کچھ لڑکے نے ہدایت و تلقین کی تھی اوس نے اسی طرح قاضی سے عرض کیا۔ قاضی بھی عورت کے جواب سے حیران رہگیا اور اسطرح عورت اشرفیون کی ادائیگی سے لڑکے کی ہوشیاری اور فطانت کی وجہ سے بچ گئی

گاہ باشد کہ کودکِ نادان ٭ بغلط بر ہدف زند تیرے

وہ دونون شخص حیران رہگئے اور پشیمان ہوئے کہ اب اُس تیسرے شریک کو کہان سے تلاش کرین وہ تو بے ایمانی اور دغا سے اشرفیون کو لیکر خدا جانے اب کہان پہونچا قاضی صاحب بھی اس برجستہ اور ہوشیاری کے جواب سے متعجب اور حیران رہگئے اور

اُس عورت سے کہا کہ سچ بتلا کہ یہ دلیل اور جواب تجھے کس نے سکھلایا؟ اول دفعہ تو تو نے ایسا جواب نہین دیا تھا۔ عورت نے اُس لڑکے کا نام بتا دیا۔

اب قاضی صاحب نے یہ معمول کر لیا کہ جب عدالت کو فیصلہ کرنے جاتے اُس لڑکے سے ہر معاملہ مین ہمیشہ صلاح اور مشورہ لیا کرتے اور اُسکے موافق فیصلہ کرتے۔ بادشاہ کی درخواست پر شہزادہ نے نابینا عقلمند کی حکایت اس طرح بیان کرنا شروع کی۔

حکایت ایک بہت بڑے ہوشیار نابینا کی

ایک باحوصلہ اور اولوالعزم نوجوان سوداگر مختلف ممالک مین سفر کرکے اپنا سامان تجارت فروخت کیا کرتا ایکدفعہ اُس نے یہ سنا کہ شہر کاشغر مین صندل سونے سے بھی زیادہ گران فروخت ہوتا ہے اس لئے اُس نے اپنے تمام سرمایہ سے صندل خرید لیا اور اُسکو فروخت کرنے کے لئے کاشغر کی جانب روانہ ہوا۔ جب وہ کاشغر سے دو منزل رہگیا تو کاشغر کے ایک صندل فروش نے اس نوجوان سوداگر کے آنے کا حال سنا اور یہ خیال کرکے کہ اگر وہ یہان آکر صندل کو فروخت کریگا تو میری لکڑی کی سرد بازاری ہو جاے گی۔ اُس نے یہ ارادہ کیا کہ اُس نوجوان سوداگر کو فریب دینا چاہئے۔ چنانچہ وہ صندل فروش اپنی ہمراہ کچھ صندل کی لکڑی لیکر روانہ ہوا اور اُسی منزل مین جا کر قیام کیا کہ جہان یہ نوجوان سوداگر مقیم تھا اور وہا ٹھہر کر صندل فروش نے اپنے خیمہ مین صندل کی لکڑیون کی آگ جلائی۔ اُس نوجوان سوداگر کو صندل کی لکڑی کے جلنے کی خوشبو آئی تو وہ بہت متحیر ہوا اور سوداگر کاشغری سے آکر ملا اور کہا کہ مین نے سنا تھا کہ کاشغر مین صندل بہت گران فروخت ہوتا ہے اس لئے مین نفع کی غرض سے ہزارون روپیے کا صندل فروخت کے لئے لایا ہون لیکن مین تمکو دیکھتا ہون کہ تم صندل کی کچھ بھی قدر نہین کرتے اور اوسکو مانند ایندھن کے جلاتے ہو یہ کیا بات ہے؟ کیا یہان صندل لانے سے میری محنت اور سرمایہ سب برباد ہی گیا۔ سوداگر کاشغری نے

جواب دیا کہ افسوس! تم یہان صندل ناحق لائے - یہان اس کی کچھ قدر نہین ہے یہان صندل کا لانا ایسا ہی ہے جیسے شہر کرمان (ایران) مین زیرہ کو فروخت کے لئے لیجانا۔*

یہ حال سنکر نوجوان سوداگر کو اپنی محنت اور روپیہ کے برباد ہونے پر بہت رنج ہوا۔ سوداگر کاشغری نے کہا کہ تم رنج نہ کرو مجھے تمہاری غریب الوطنی پر رحم آتا ہے لاؤ مین تمہارا سب صندل خرید لونگا تم میرے ہمراہ کاشغر چلے چلو وہان تم سونا چاندی یا جو چیز چاہو صندل کے ہموزن مجھسے لے لینا۔ لیکن یہان تم صندل کے اسی شرط پر بیچنے کا مجھسے تحریری معاہدہ کرلو۔ اس جوان سوداگر نے صندل کے فروخت کی بابت تحریر حسب شرط مرقومہ بالا لکھدی اور اوسپر گواہون کے دستخط بھی کرادئے بعد ازان یہ دونون سوداگر کاشغر مین آئے۔ نوجوان سوداگر ایک سرائے مین جاکر ٹھیرا اس سرائے کی مالک ایک معزز عورت تھی باتون باتون مین نوجوان سوداگر نے اُس سے دریافت کیا کہ بڑی بی یہان صندل کا کیا نرخ ہے؟ عورت نے جواب دیا کہ صندل تو یہان سونے سے بھی گران فروخت ہوتا ہے - یہ سنکر نوجوان سوداگر نے خیال کیا کہ افسوس اُس سوداگر کاشغری نے مجھسے فریب اور دغا کی - اس عورت نے نوجوان سوداگر کو اجنبی اور ناواقف پاکر از رہ ترحم اوسکو آگاہ کیا کہ بیٹا! اس شہر کے آدمی بڑے فریبی اور مکار ہوتے ہین یہانکے آدمیون سے ذرا ہوشیار رہنا۔

دوسرے دن یہ جوان سوداگر شہر کی سیر کو نکلا بڑے رنج اور افسردگی کے ساتھ بازار کی سیر کررہا تھا کہ ایک جگہہ چند آدمیون کو شطرنج کھیلتے ہوئے دیکھا اس نے خیال کیا کہ شاید شطرنج کھیلنے سے طبیعت کا رنج دور ہوجاوے اس لئے اُن شاطرون سے کہا کہ مین بھی تمہارے ساتھ کھیلنا چاہتا ہون اونہون نے جواب دیا کہ ہم تو اس شرط سے کھیلتے ہین کہ جیتنے والا

نوٹ * یہ ایک ضرب المثل ہے اسی طرح انگریزی مین بھی ایک ضرب المثل ہے کہ "شہر نیو کاسل مین کوئلہ کو فروخت کرنے لیجانا" شہر نیوکاسل (انگلستان) مین معدن کوئلہ کی بہت عظیم الشان کان ہے وہان کوئلہ بہت سستا فروخت ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

ہارنے والے سے جس کام کے کرنے کو کہے وہ بلا عذر وہی کرے۔ یہ نوجوان سوداگر اس شرط پر راضی ہو گیا اور شطرنج کھیلنے لگا۔ اتفاق سے اس نوجوان سوداگر کو مات ہوئی۔ جیتنے والے نے کہا کہ اب تم اپنی شرط پوری کرو۔ سوداگر نے کہا بتلاؤ مین شرط کے پورا کرنے کو تیار ہون جیتنے والے نے کہا کہ تم سمندر کا تمام پانی پی جاؤ۔

یہ سنکر ان دونون مین جھگڑا ہوا کہ سمندر کا تمام پانی کوئی کس طرح پی سکتا ہے۔ محال عادی و عقلی شرط نہین ہونا چاہیے۔ انکے شور و غل کی آواز سے وہان لوگون کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ اس اژدہام مین سے جیتنے والا کا ایک رشتہ دار یکچشم (کانا) نکلا اس نوجوان سوداگر کے پاس آیا۔ چونکہ کاشغر کا ہر شخص دغاباز اور مکار مشہور ہی تہا اُس یکچشم نے آتے ہی اس نوجوان سوداگر پر یہ الزام لگایا کہ اس شخص نے میری ایک آنکھ چرالی ہے میری آنکھ بھی ایسی ہی تھی جیسی اس نوجوان سوداگر کی آنکھ ہے۔ استے مین ایک تیسرا دغاباز ایک پتھر ہاتھ مین لئے ہوئے آگے آیا اور لوگون سے کہا کہ میرے پاس اس قسم کا پتھر کا ایک کرتا اور ایک پاجامہ تہا میری وہ دونون چیزین اس شخص نے چرالی ہین۔ اس نوجوان سوداگر سے میری وہ چیزین دلائی جاوین۔ نوجوان سوداگر نے کہا کہ یہان میری عجیب حالت ہے ؎

گر ز ہفت آسمان گزند آید ✤ ہمہ بر عضو دردمند آید

ان باتون کا تمام شہر مین غوغا مچ گیا اور ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ اب یہ تمام تنازعات فیصل ہونے کیلئے قاضی کی عدالت مین رجوع ہونگے۔ لوگون نے اُس نوجوان سوداگر کو پکڑ لیا اور قاضی کی عدالت مین لیچلے۔ لیکن اُس بڑہیا مالک سراے نے اُس کی ضمانت دی کہ کل کے روز مین اسکو قاضی کی عدالت میں حاضر کر دونگی وہ سب لوگ اس بات پر راضی ہو گئے۔ بڑہیا اور یہ نوجوان سوداگر سراے مین واپس آئے۔ اس نوجوان نے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا اس عورت کے روبرو بیان کیا۔ تمام حال سنکر اُس عورت نے اس جوان سوداگر سے

کہا کہ یہاں کے بدمعاشون کا یہ دستور ہے کہ ہر شام کو تمام مکّار اور دغاباز اپنے اُستاد کے پاس جو ایک کہن سال نابینا اور بڑا ہوشیار آدمی سرد و گرم زمانہ چشیدہ اور گرگ باران دیدہ ہے جمع ہوکر اُس دن کی تمام کارروائی اور فتنہ پردازی سے اُسکو آگاہ کیا کرتے ہین ۔ پھر جو کچھ وہ نابینا ہدایت کرتا ہے اوسی کے موافق عمل کرتے ہین ۔ اگر ممکن ہوسکے تو آج شام کو تو بھی دغابازون کا بھیس بدل کر اُس نابینا کے مکان میں کسی ترکیب سے چلا جا اور جو کچھ دغابازونکی کارروای سنکر نابینا کی زبان سے نکلے وہ ذرا توجہہ سے سنکر خوب یاد کرلینا ۔ شاید تیرے مفید کوئی تدبیر نکل آوے ۔ المختصر یہ نوجوان سوداگر شام کو سب بدمعاشون اور دغابازون کے مجمع میں شامل ہوکر اُس نابینا کے مکان مین داخل ہوگیا اور ایک جگہہ بیٹھکر سب دغابازون کا حال نہایت غور کے ساتھ سُننے لگا ؂

بادل توان کرد اصلاح کار ٭ ازان پیش کز کف رود اختیار

سب سے اول صندل فروش کاشغری سوداگر نے اُس نابینا سے اپنی کارروائی بیان کرنا شروع کی ۔ معاہدہ کا سب حال سنکر اُس نابینا نے جواب دیا کہ تم تو اُلٹے اُس سوداگر کے فریب مین آگئے ۔ فرض کرو کہ اگر وہ شخص تم سے صندل کے ہموزن پِسّو (مشہور موذی جانور) طلب کرے کہ جو نہایت ہی ہلکا پرند ہوتا ہے اور جسکا سیر بھر بھی دستیاب ہونا محال ہے تو تم کہاں سے دوگے ؟ اگر نہ دوگے تو علاوہ اپنا سب صندل واپس لینے کے وہ تم سے ہرجانہ لینے کا بھی مستحق ہوگا ۔ اسکے بعد شطرنج کھیلنے والے نے اپنی شرط کی سرگذشت سنائی ۔ نابینا نے کہا کہ تم بھی دہوکا کہاگئے ۔ فرض کرو کہ وہ نوجوان سوداگر شرط کو پورا کرنے پر اپنی رضامندی ظاہر کرے اور سمندر کو پیکر خشک کردینے کا ارادہ کرے لیکن ساتھ ہی یہ کہے کہ اول تم تمام دریاؤن اور نالون کو جو سمندر مین گر کر ہر لمحہ اُسکے پانی مین زیادتی کرتے رہتے ہین ٹھہراؤ اور ساکن کردو پھر تم ان سب کو کیسے ٹھہراؤگے اور کس طرح روکوگے ۔ تم خود ہار جاؤگے ۔ بعد ازان تیسرے شخص نے اپنی کارگذاری سنائی کہ

مین نے پتھر کے کرتے اور پاجامہ کی چوری کا اوسپر الزام لگایا ہے اور دعوی کیا ہے کہ اسی طرح کا پتھر کا کرتا اور پاجامہ سی دے ۔ نابینا نے کہا کہ تم بہی وقت مین پڑ گئے ۔ اچھا بتلاؤ اگر وہ مسافر یون کہے کہ مین انکو سینے کو موجود ہون لیکن تم اُن کے سینے کے لئے پتھر کا تاگا بناکے لادو تو تم اوسوقت کیا جواب دوگے ۔

سب سے آخر مین اُس یکچشم نے اپنی مکاری کا قصہ بیان کیا کہ مین نے اُس مسافر پر اپنی ایک آنکھ کی چوری کا الزام لگایا ہے اور آنکھ کی واپسی کا اوسپر دعوی کیا ہے ۔ نابینا نے اُس سے کہا کہ تم تو بڑی مشکل مین پڑ گئے اگر وہ مسافر اپنی آنکھ تمکو دینے پر رضامند ہو جائے اور کہے کہ ذرا تم اول اپنی دوسری آنکھ نکال لو تاکہ اُسکے برابر مین اپنی آنکھ نکال کے تولون یہ معلوم کرنے کو کہ تم جھوٹ بولتے ہو یا سچ ۔ تو تم اُسوقت کیا جواب دوگے تم تو بڑی مشکل مین پڑ گئے ۔ اُن سب دغابازون نے اپنے اُستاد نابینا سے کہا کہ ہم کو وہ مسافر ایسا ہوشیار معلوم نہین ہوتا کہ وہ ایسے ایسے معقول جواب دیگا ۔ اسلئے ہم سب کل قاضی کی عدالت مین اوسپر دعوی کرینگے ۔ شاید ہمین اون کارروائیون سے اُس سے کچھ زر نقد ہاتھ لگے ۔ اوستاد نابینا یہ سنکر اُن سب کی راے سے متفق ہو گیا ۔ یہ نوجوان سوداگر یہ سب عقل و حکمت کی باتین سنکر چپکے سے وہان سے اُٹھکر سراے مین آرام سے بہت خوش اور بےفکری سے سو گیا ۔

مژدہ اے بخت کہ مقصود زدر باز آمد ۔ بہ تن خستہ دلان جان دگر باز آمد

دوسرے دن اُن دغاباز بدمعاشون نے قاضی کے عدالت مین اُس نوجوان سوداگر پر دعوی دائر کر دیا ۔ جب قاضی نے سوداگر سے جواب طلب کیا تو اُس نے ہر مکار کو فرداً فرداً وہی جواب دیا جو گذشتہ شب کو معلم نابینا سے سنا تہا اور اپنے دعویدارون کو خاموش کر کے لاجواب کر دیا وہ سبکے سب ہار گئے ۔ اسطرح سے ہر مکار سے اونکو ہرجانہ کا روپیہ علیحدہ علیحدہ دلایا گیا اور صندل فروش سے اپنا تمام صندل نوجوان سوداگر نے واپس پایا اور قاضی نے ہرجانہ

طور پر سوداگر کاشغری سے ایک رقم کثیر زر نقد کی نوجوان سوداگر کو دلوائی - اگر یہ نوجوان سوداگر اُس صاحب غرض صندل فروش کی بات پر کاشغر پہونچنے تک یقین نہ کرتا تو اتنی تکلیف نہ اُٹھاتا

چو ارباب غرض لب برکشایند ❊ نکوی را بزشتی می نمایند
بکلی تا سخن روشن نہ گردد ❊ کسے باید کہ پیرامن نہ گردد

بادشاہ شہزادہ میں اسقدر فہم و فراست اور عقل و تمیز دیکھکر نہایت مسرور اور خوش ہوا اور درباریوں کو مخاطب کرکے اُن سے یہ دریافت کیا کہ بتاؤ ایسے لایق اور عقیل فرزند کے عطا ہونے کی بابت کس شخص کا شکریہ ادا کیا جاوے ؟

ایک درباری نے عرض کیا کہ شہزادہ کی والدہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ اُسکے بطن سے ایسا لایق و فایق شہزادہ پیدا ہوا - دوسرے درباری کی یہ راے ہوی کہ خود شہزادہ ہی کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اوس نے نہایت محنت شاقہ اور مشقت شبانہ روزی سے علم حاصل کیا اور صاحب فہم و فراست ہوا - تیسرے کی یہ راے ہوی کہ خود بادشاہ سلامت ہی شکریہ کے قابل ہیں کہ آپکے صلب سے ایسا فرزند ارجمند ہوا ہے

زندہ است کسی کہ در دیارش ❊ ماند خلفے بیادگارش ❊

چوتھے درباری کی یہ راے ہوئی کہ بادشاہ کے تمام وزرا کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ اُنہوں نے ایک خود غرض عورت کے مکر و فریب سے آگاہ ہوکر اپنے شہزادہ کو قتل ہونے سے بچا لیا ہے

از وزیرے کہ او نکو سیرست ❊ ملک را زیب و زینت دگرست

پانچویں درباری نے یہ راے ظاہر کی کہ سندباد کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ جس نے اسقدر تندہی اور جانفشانی سے شہزادہ کو تعلیم دیکر اوسکو علم و عقل سکھلائی - سندباد نے ان سب درباریوں کی باتیں سنکر اللہ تعالے کا بے نہایت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اوسی کی نصرت و مدد سے میں شہزادہ کو عمدہ تعلیم دینے میں کامیاب ہوا ہے

ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را ٭ ثریا دہ طارم تاک را

بعد ازان بادشاہ نے شہزادہ ہی سے یہ دریافت کیا کہ بتاؤ اب تم جو اسقدر لایق اور فائق اور دانشمند ہوگئے ہو اس کی بابت ہم سب کس کا شکریہ ادا کرین ؟ شہزادہ نے جواب دیا کہ اسکا جواب عرض کرنے سے پہلے مجکو ایک حکایت یاد آئی ہے۔ اول آپ وہ حکایت سُن لین اُسکے بعد مین آپکے سوال کا جواب عرض کرونگا۔ بادشاہ نے کہا اچھا کہو۔ شہزادہ نے حسب ذیل بیان کیا

حکایت کشمیر کے بادشاہ کی دختر کی

کشمیر کے بادشاہ کی صرف ایک اکلوتی بیٹی تہی وہ بہت خوبصورت اور حسین تہی۔ ایک دن موسم بہار مین اس شہزادی نے اپنے باپ سے باغ مین جانے کی اجازت لی باغ شہر کے باہر تہا بادشاہ نے اجازت دیدی باغ مین جاکر یہ شہزادی معہ اپنے ہمجولیان اور سہیلیون کے پہولون کو توڑنے اور کہیلنے مین مصروف تہی کہ یکایک ایک کالا بادل سامنے سے نمودار ہوا اور اُس بادل مین سے ایک سیاہ جن نکلا اور شہزادی کو اپنے کندہے پر بٹہلا کر اُڑا کر لیگیا۔ جب بادشاہ کو اس حادثہ کی اطلاع ہوئی تو غم و رنج کی وجہ سے اوسکی نظرون مین زمانہ تارنک ہوگیا

ما را ز تو چشم بد ایام جدا کرد ٭ چشم بد ایام چہ گویم کہ چہا کرد

بادشاہ نے اپنی تمام سلطنت مین یہ منادی کرادی اور اشتہار عام دیدیا کہ جو کوئی اُس شہزادی کو دیو سے چہڑا کر لادیگا مین اوسکو اپنی نصف سلطنت دیدونگا اور علاوہ ازین شہزادی کے ساتھ اُسکی شادی کردونگا ؎

زمانہ بجاے کہ یاری کند ٭ ستارہ بہ کہ سازگاری کند

اس اشتہار کو سنکر چار آدمیون نے شہزادی کے چہڑا لانے کا بیڑا اوٹہایا ان مین ایک سیاح تہا جس نے تمام دنیا کا سفر کر رکہا تہا۔ دوسرا ایک شجاع آدمی تھا جس کی ہیبت اور شوکت سے

شیر ببر بھی تھراتے اور کانپتے تھے - تیسرا ایک شہسوار تھا جو عزم اور استقلال مین رستم کی مانند اور جنگ و حرب مین اسفندیار کا مقابل تھا - چوتھا شخص ایک حکیم حاذق تھا جسکا دم بیمار کے ازالۂ مرض کے لئے دم عیسی سے کم نہ تھا -

معلوم ہوا کہ اوس دیو کا مسکن کوہ قاف مین ہے یہ چارون وہان گئے انمین سے شجاع شخص دیو کی عدم موجودگی مین غار کوہ مین گھس گیا اور شہزادی کشمیر کو وہان سے باہر نکال لایا

چاک کن جامۂ ہستی کہ شود او پیدا ۔۔۔ تا گریبان ندر دگل نہ کند بو پیدا

شہزادی کے ہمراہ یہ چارون اب جانب کشمیر روانہ ہوگئے - جب وہ دیو وہان آیا اور اوسنے شہزادی کو غار مین موجود نہ پایا تو وہ ایک عظیم الشان فوج لیکر اِن چارون کے تعاقب مین آیا لیکن ان لوگون نے دیو کو شکست دیکر بھگا دیا - راستہ مین یہ شہزادی بیمار ہوکر قریب ہلاکت پہونچ گئی - حکیم حاذق نے اوسکا علاج کیا جس سے شہزادی کو صحت ہوگئی -

پھر سب لوگ معہ شہزادی کے بادشاہ کشمیر کی خدمت مین حاضر ہوئے - بادشاہ اپنی دختر کو صحیح و سالم پاکر بہت خوش ہوا اور اس خوشی مین اپنے خزانہ سے لاکھون روپیہ غریبون اور محتاجون کو فی سبیل اللہ خیرات کئے اور رعایا کو بقایائے ٹیکس معاف کردئے اور حسب اقرار خود شہزادی کی شادی اوس شجاع آدمی سے کردی اور باقی تینون کو بادشاہ نے بہت کچھ انعام عطا کرکے رخصت کیا -

شہزادہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس حکایت کا نتیجہ میرے لئے یہ ہے کہ میری جو کچھ حالت موجودہ آپ دیکھتے ہین یہ حالت اُن اسباب اور علل کے یکجا ہونے کی وجہ سے ہے کہ جو اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے اُستاد والدین اور وزرا کو میری تعلیم و تادیب کے لئے اوسی طرح جمع کردیا کہ جسطرح شہزادی کشمیر کے رہائی کے لئے اُن چارون ضروری شخصون کو یکجا کردیا تھا اس لئے سب سے پہلے ہم سب پر اللہ تعالے ہی کا شکریہ ادا کرنا واجب

اور لازم ہے۔ ؎

شکر خدای را کہ تو اند شمار کرد ✤ تا کیست کز شمار یکے از ہزار کرد

سب نے یعنی بادشاہ اور وزرا اور تمام درباریوں نے اللہ تعالے کا شکر بیحد و بیپایان ادا کیا

از ماہ تا بماہی و ز عرش تا بفرش ✤ ہر ذرہ از وشد مستغرق نعم

یہ حکایت سنکر بادشاہ نے اوس حرم کو بلوایا کہ جسنے شہزادہ پر جھوٹی تہمت باندھی تھی۔ حرم نے اب بادشاہ کی حضور مین آتے ہی اس امر کا اقبال کر لیا کہ ہان مجھسے خطا ہوئی جسنے شہزادہ کے اوپر جھوٹی تہمت اوٹھائی تھی۔ بادشاہ کی حضور مین زار زار روئی اور یہ کہا کہ میری زبان مثل گل سوسن کے جھوٹ تہمت کی پاداش مین کاٹ لیجاوے اور یہی میرے جھوٹ بولنے کی سزا ہے۔

حرم کا اقرار جرم کرنا اور شہزادہ کی سفارش

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس حرم کو قتل کر دیا جاوے لیکن اب شہزادہ نے سفارش کر کے بادشاہ سے اوسکی خطا معاف کرادی اور کہا مین نے بھی عفو کیا آپ بھی عفو کر دیجیے ؎

عفو فرمودن مبارک خصلتیست ✤ ہر کہ دارد عفو صاحب دولتست

دل ز نور عفو روشن مے شود ✤ وز نسیمش سینہ گلشن مے شود

دوست دارد عفو را پروردگار ✤ انچہ ایزد دوست دارد دوست دار

سندباد نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جہان پناہ! شہزادہ پر جو کچھ مصیبت گذری یہ سب تقدیری معاملات تھے اور نوشتۂ تقدیر جیسا ہے جسقدر تدبیر کیجاوے کبھی نہین مٹتا۔ تقدیر کا محو ہونا ناممکنات سے ہے۔ ؎

تدبیر سے کچھ کام بنایا نہین جاتا ✤ تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہین جاتا

بادشاہ نے سندباد کو نہایت بیش قرار جاگیر دی اس صلہ مین کہ اوس نے شہزادہ کو ایسی عمدہ تعلیم دی۔

بعد ازان بادشاہ نے سن باد سے دریافت کیا کہ تمنے اسقدر علم و عقل کہان سے سیکھا ہے۔ اس فلاسفر (سند باد) نے جواب دیا کہ جہان پناہ! علم پڑھ کر مین نے اپنی عقل کی رہنمائی سے کام لیا۔ اوس سے علم مین اور بھی زیادہ جلا آگئی ورنہ علم تو سب یکسان ہی پڑھتے ہین فرق صرف عقل و تمیز اور جہالت سے کام لینے مین ہے ؎

ہین جہل مین سب عالم و جاہل ہمسر ❊ آتا نہین فرق سوا اسکے اونمین نظر
عالم کو ہے علم اپنی نادانی کا ❊ جاہل کو نہین جہل کی کچھ اپنے خبر

بادشاہ نے سند باد سے کہا کہ کچھ ایسی نصیحت کی باتین بیان کرو کہ جس کے سننے سے ہم سب کو فائدہ حاصل ہو۔ سن باد نے بادشاہ کی حضور مین عرض کیا۔ ؎

بشنو کہ من نصیحت پیران شنودہ ام ❊ بیش از تو خلق دیدہ و بیش از تو بودہ ام

پھر سندباد نے بادشاہ کے سامنے وہ وہ نصیحتین بیان کرنا شروع کین کہ جن کو شہنشاہ فریدون نے اپنے اوس محل کی دیوارون پر کندہ کرا رکھی تھین۔ کہ جس محل مین اوسکا تخت رکھا ہوا تھا اور وہ نصیحتین یہ ہین۔

شہنشاہ فریدون کی نصیحتین

(۱) اگر تجھ مین عقل و شعور ہے تو حتی الامکان اپنا کان چغلخور کی بات پر مت لگا ؎

برآید ز غماز عالم بہم ❊ خلل راہ یابد بخیل و حشم
ز غماز گردد جہان سرنگون ❊ کہ ناپاک جانست و تیرہ درون
چو غماز را دیدی اندر جہان ❊ بہ تیغ سیاست ببرش زبان

(۲) چغلخور مین سوا اس کے اور کچھ ہنر و لیاقت نہین ہوتی کہ وہ شہر خطا سے ملک چین تک یعنی ایک سرے سے دوسرے سرے تک جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے ؎

مشو غماز کس نزد پادشاہان ❊ بترس آخر ز آہِ بے گناہان

کہ آہ بیگناہان سخت گیرد ؛ بسے کس راز تخت بخت گیرد

(۳) حریف مقابل سے کبھی غافل نہو اس لئے کہ غفلت اور بے پرواہی کبھی بھی قابل قدر نہین ہوتی ایسا نہو کہ تو اور کامون مین مصروف رہے اور دشمن بدخواہ تیری بربادی کی فکر مین رات دن مشغول ہو اور یکایک تجھ پر آ پڑے۔ ؎

بہ غفلت مکن خواب و بیدار باش ؛ ز احوال گیتی خبردار باش

چو در عہدۂ تست عالم تمام ؛ مشو غافل از کار خود والسلام

(۴) سانپ اور ملک مین فساد پھیلانیوالے شخص پر کبھی رحم نکر کیونکہ سانپ کے کاٹنے سے آدمی مرجاتا ہے اور مفسدون کے اغوا سے ملک کا ملک برباد ہوجاتا ہے۔

(۵) اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ دل اور زبان سے تیرا دوست ہو تو اوس کو اپنے پاس سے ہرگز جدا مت کر۔

(۶) ذرا سے غم اور تکلیف پر اپنے دوست کو تکلیف مت دے۔

(۷) اگر تیرا دوست کبھی کسی مصیبت مین گرفتار ہو جائے تو مین تجھکو خدا تعالےٰ کی قسم دلاتا ہون کہ اوسکے حقوق کو مت بھول۔ اور یاد کرکے اوسکو حتی الامکان مصیبت سے نکال ؎

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست ؛ در پریشان حالی و درماندگی

(۸) اگر تیرا دوست تیرا دشمن ہوجاے تو تھوڑی سی غبار کدورت (پریشانی) کے رفع ہونیکے بعد وہ پھر (دوست) ہوسکتا ہے۔

(۹) دوست سے اپنی مہربانی کا دامن مت کھینچ بلکہ یاد رکھ کہ مہربانی اور احسان ایک ایسا عمدہ مرہم ہے جو زخم کو جلد مندمل کردیتا ہے اور مہربانی سے دشمن بھی دوست ہوجاتا ہے ؎

ببخشای اے پسر کادمی زادہ صید ؛ باحسان توان کرد وحشی بہ قید

(۱۰) ایسی کوشش کر کہ ہر شخص تیرا دوست ہو جائے۔
(۱۱) سوائے عقلمندون کے کسی سے مشورہ اور صلاح نہ کر اس بات سے کبھی انحراف نہ کر۔
(۱۲) بے پرواہ آدمی اور اوسکی تدبیرون اور تجویزون سے اور اوسکی گفتگو اور اوسکی دروغگوئی اور اوسکی تحریر سے ہشیار اور پُرحذر رہ۔
(۱۳) گھر کے دشمن سے ہشیار رہ اوسپر اعتماد اور بھروسہ کرنا بالکل نادانی اور جہل ہے۔
(۱۴) راستہ مین کوئی کانٹا پڑا ہو تو اوسکو ہٹا دے مبادا تیرا پیر اوسپر یکایک پڑ کر زخمی ہو جائے۔
(۱۵) جس شخص کو تو نے دیکھا نہ ہو اور جسکے ساتھ تو نے تخلیہ مین ایک ساعت بھی گفتگو نہ کی ہو اور جسکے ساتھ تو سفر اور حضر مین نہ رہا ہو (اس لئے کہ سفر کرنے سے آدمی اکثر تجربہ کار ہو جایا کرتا ہے)

تا بدکان خانہ در گروی ❊ ہرگز اے خام آدمی نشوی

اور جسکو تو نے کبھی کچھ نہ دیا ہو اور نہ جس سے کبھی کچھ لیا ہو اگر تو عقلمند ہے تو ایسے شخصون پر بھروسہ مت کر۔
(۱۶) وہ دیو جسکو تو جانتا ہے بہ نسبت اوس پری کے جسکو تو نہین جانتا بہت بہتر ہے۔
(۱۷) اس بات کو یاد رکھ جہانتک تجھسے ہو سکے سوائے ضروری کلام اور گفتگو کے فضول بات زبان سے ہرگز ہرگز مت کہہ۔

یہ نصیحتین بیان کر کے سندباد نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ان باتون سے زیادہ اور کونسی باتین مفید اور تجربہ کی ہو سکتی ہین کہ جنکو ہمدون جیسا شہنشاہ جو نہایت عقلمند اور صاحب تجربہ تھا اپنا دستور العمل بناوے۔

بادشاہ نے سندباد سے دنیوی معاملات اور خاصکر امور سلطنت کے متعلق دریافت کیا

کہ حکمرانی کے لئے سب سے بہتر کون شخص ہوتا ہے۔؟
سندباد نے کہا کہ سلطنت اور فرمانروائی کے لئے سب سے زیادہ قابل وہی شخص ہوتا ہے
کہ جو آدم شناس ہو اور ہر شخص کی قدر و منزلت جانتا ہو اور نیز اس بات سے بھی واقف ہو
کہ کہن سال ضعیفون کا ادب کسطرح کیا جاتا ہے اور جوانون کو خوش کسطرح سے رکھا جا سکتا ہے
اور یہ سب باتین جانکر ہر شخص کو اوسکی عقل و لیاقت کے موافق عزت اور کام تفویض کرسکے۔
ناتجربہ کار اور جاہل شخص کا حکمرانی کرنا ایسا ہے کہ جیسے کسی طفل سے بھاری بوجھ اوٹھوانا
بچہ سے بھاری بوجھ اوٹھوانا نہین چاہیئے مبادا وہ اوسکے نیچے دب جاوے۔ اسی طرح اڑیل
یا سندٹی گھوڑے کے منہ مین عمدہ لگام نہین ڈالنا چاہیئے۔
بادشاہ نے سندباد سے طرح طرح کے بہت سے سوالات کئے اور سندباد نے اونکا
نہایت عقلمندی سے جواب دیا۔
پھر بادشاہ نے اسی طرح شہزادہ سے متفرق سوالات کئے شہزادہ نے بھی نہایت عقلمندی
سے ان سب کا جواب دیا جنکو سنکر بادشاہ نہایت متعجب اور مسرور ہوا۔
شہزادہ نے بادشاہ کی حضور مین نہایت فصاحت سے وہ وہ باتین بیان کین کہ جنکو حکمرانون
امیرون اور عوام الناس کو فرداً فرداً اپنا دستور العمل بنانا چاہیئے۔ منجملہ ان نصائح کے
تھوڑی سی ذیل مین درج کیجاتی ہین۔

امرا اور حکمرانون کو نصیحت

(۱) بادشاہ کو رعیت کی رعایت اور رعیت کو بادشاہِ وقت کی اطاعت کرنا چاہیئے۔
(۲) بادشاہ منوچہر نے حکیم ہوشنگ سے دریافت کیا کہ حکمرانون کو مقدم تر کونسا
کام کرنا چاہیئے اوس نے جواب دیا کہ رعیت سے حسن سلوک پیش آوین اور کسی نہج سے
اونکو درد و ایذا نہ پہونچائین انصاف سے معمور رہین۔ ستم سے دور رہین کہ انصاف سے

رعیت اور ملک آباد ہوتا ہے۔ ظلم و ستم سے خراب اور ویران اور خرابی اور ویرانی سبب کمی آمدنی ہے۔

حکیم ہوشنگ کا حکما اور فلاسفہ مین شمار ہے۔ یہ ایک بڑی وسیع سلطنت کا بادشاہ اور بہت زبردست حکمران ہوا ہے اوسکا مقولہ ہے کہ :۔

(۱) حکمرانان ذی شوکت اور صاحبان حکومت پر لازم ہے کہ تمام کامون مین عدالت اور انصاف کو ہر حال مین پیش نظر رکھین۔

(۲) کسی خاطی کے عوض مین بے گناہ کو سزا نہ دیجاوے۔

(۳) بدی سے گریز اور نیکی کی خواہش رکھے اور برے آدمیون کی صحبت سے باہر رہے کہ اونکی صحبت سے نقصان مال و آبرو ہے اور صحبت نیکون کے باعث خوبی و خوشنمائی ہے۔

(۴) دل اور ہاتھ کھلا رکھے۔ آمدنی پر خرچ کو کسی حالت مین بھی غلبہ نہ ہونے دے ؎

چو دخلت نیست خرچ آہستہ تر کن ٭ کہ میگویند ملاحان سرودی
اگر باران بکوہستان نبارد ٭ بسالے دجلہ گردد خشک رودی

(۵) جس منزل پر پہونچے بغیر امتحان پانی مت پی۔

(۶) مشکلات مین دل قوی رکھو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔

(۷) حصول مطلب مین بیحد کوشش اور ناکامی سے رنج مت کر اسپر عمل رکھ۔ ؎

نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے ٭ بہ پیش ہمت ما ہرکہ آمد بود مہمانے

(۸) جنگ سے پرہیز کرے جو طالب صلح ہو اوس سے لڑنا خطا رفاش ہے۔

(۹) ثمرہ جلدی کا پشیمانی ہے۔ کام کرنے سے پہلے انجام کی فکر کرلے بعد مین فکر بے فائدہ ہے۔ ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست ٭ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

(۱۰) سکندر کا قول ہے کہ کسقدر بری بات ہے کہ کہے اور نکرے اور کیا خوب ہے کہ نہ کہے اور کرے۔

(۱۱) منصور بادشاہ عباسی کہا کرتا تھا کہ مین دو آدمیونکا محتاج ہون ایک ایسے عامل کا کہ جو رعیت کا مال مجھے نہ دے اور میرا مال رعیت کو نہ دے اور دوسرے ایسے حاکم کا جو داد مظلوم کی ظالم سے دلواوے۔

(۱۲) یزدجرد بادشاہ نے ایک حکیم سے پوچھا کہ بندوبست ملک کا کس چیز سے ہوتاہے۔ اوسنے کہا کہ رعیت سے مدارا کرنا اور روپیہ اونسے بے تعدی لینا چورون کی بیخکنی اور راستون کی حفاظت کا بندوبست کرنا اور مظلوم کا بدلہ ظالم سے لینا اور وزیران بے طمع کو کام سپرد کرنا۔

(۱۳) انسانیت کیاہے؟ ایام دولت مین تواضع کرنا۔ قدرت پاکر عفو کرنا اور بے احسان کسی کے بخشش کرنا۔

(۱۴) نوشیروان نے کہاہے کہ اگر تو یہ چاہے کہ تیرے راز سے کوئی مطلع نہو تو اوس راز کو منہ ہی سے نہ نکال۔ ع

خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش ✤ با کسے گفتن وگفتن کہ مگوے

ای سلیم آب ز سرچشمہ ببند ✤ کہ چو پر شد نتوان بستن جوے

(۱۵) رائے صائب شجاعت سے بہتر ہے کسواسطے کہ مرد شجاع زیادہ سے زیادہ سو آدمی کو قتل کریگا اور تدبیر درست سے ایک ملک پریشان ہوسکتاہے ع

کارہا راست کند عاقل کاملِ بسخن ✤ کہ بصد لشکر جرار میسر نہ شود

(۱۶) سکندر کا قول ہے کہ جس دن عدل نہ ہو یعنی راحت کسی مظلوم کو نہ پہونچے اور حاجتمندون کی حاجت نہو اوس دن کو عمر مین شمار کرنا نہین چاہیئے ع

زہر آنقدر بیش نباید بہ کار + کہ در نفع خلق خدا بگذرد
وزان زندگانی چہ حاصل بود + کہ در کار نفس و ہوا بگذرد

(۱۷) وہ آدمی بے فکر اور خوشحال رہتا ہے کہ جو فوت شدہ کا غم نکرے۔

(۱۸) غم و اندوہ میں حاسد اور بدخواہ مبتلا رہتا ہی اس لئے کہ وہ اوروں کا زوال اور اپنے واسطے کل نعمت کا اجتماع چاہتا ہی اور یہ محال ہے ؎

حسد از طبیعت سوزندہ کز آتش بجان افتد + چہ جای جان کہ از حسد آتش بجہان افتد

(۱۹) سب گنہگاروں پر عفو بہتر ہی مگر چور اور خونی پر عفو نہیں چاہیئے۔

(۲۰) لجاجت دلیل نکبت ہے ؎

تواضع گرچہ محمود است و فضل بیکران دارد + نشاید کرد بیش از حد کہ ہیبت از میان دارد

(۲۱) سخن حق بھی خلوت میں کہنا بہتر ہے۔

(۲۲) نصیحت کی بابت سختی سے یا مجمع میں کہی جاویگی اوسکا اثر کمتر بلکہ اکثر اوس کے برعکس ہوگا۔

(۲۳) ہر وقت کی خوش طبعی سے وقر کم ہو جاتا ہے۔

نصائح برای عوام

(۱) ہر شخص سی بلا آزمایش اظہار دوستی نکرو تا وقتیکہ محک امتحان پر پورا نہ دیکھ لو یعنی یہ دیکھو کہ وقت امتحان اوسکو اپنے نفع پر خیال ہوتا ہی یا تمہاری دوستی پر۔ اگر پاس دوستی کا کیا اور اپنے نفع سے دست بردار ہوا تو لایق دوستی ہی ورنہ اوس سے دوری بہتر ہے

(۲) اپنی حاجت سے زیادہ طلب کرو ورنہ باعث ہلاکت ہوگا۔ حریصیا اکثر اندوہگین

رہا کرتا ہے محبت دنیا دل کو سیاہ کرتی ہے۔ اپنے نفس کو قانع بناؤ تاکہ دنیا میں زندگی خوشی سے بسر ہو

قناعت توانگر کند مرد را ٭ خبرکن حریص جہان گرد را

(۳) حکیم دیمقراطیس نے کہا ہے کہ یا تو خواہش اور شہوت کو اپنا زیر دست اور مطیع کر یا آپ کو افراد انسان میں شمار نہ کر۔

(۴) غصہ ایک ایسی آگ ہے کہ پہلے اپنے ہی گھر والے کو جلاتی ہے بعد میں اوروں پر اثر کرتی ہے

(۵) نفس کی تھوڑی سی خطا بھی بہت جان اور اوسکی بہت سی نیکی کو تھوڑی سمجھ۔

(۶) حکیم بقراط نے کہا ہے کہ مجھے علم و دانش اور فضیلت سے یہی کافی ہے کہ اسقدر جانتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا۔

(۷) طلب علم میں حیا نکرنی چاہیے اسواسطے کہ علم کا نہ جاننا حیا سے بدتر ہے

(۸) دو چیز کی یاد بہت اچھی ہے ایک خدا کی اور دوسری موت کی اور دو چیز کی بھول بہت اچھی ہے ایک اپنے احسان کی اور دوسرے کی بدی کی۔

(۹) خلق بد عمل نیک کو اسطرح فاسد کرتا ہے جیسے ایلوا شہد کو۔

(۱۰) مانگنے سے پہلے دینا بخشش ہے اور بعد مانگنے کے دینا مانگنے کی مکافات ہے۔

(۱۱) آدمی کا کمال اوسوقت معلوم ہوتا ہے کہ اچھی بات کر کے فخر نکرے۔

(۱۲) ہمیشہ اسباب سفر آخرت مہیا رکھ معلوم نہیں کہ کسوقت سفر ہوجاوے

غافل ز احتیاط نفس یکنفس مباش ٭ شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

(۱۳) عمر وہ ہے کہ جو خوشی میں گذرے اور جو رنج میں گذرے وہ زندان نفس ہے۔

(۱۴) وہ عاقل کہ جو کسی جاہل کے قبضہ قدرت میں ہو اوسکی حالت قابل رحم ہے۔

(۱۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مین اندھے اور مجذوم کے علاج سے عاجز نہین مگر معالجہ احمق سے عاجز ہون۔

(۱۶) ایک حکیم کا قول ہے کہ خدا اوسپر رحمت کرے جو مجھے میرے عیبون پر مطلع کرے۔

(۱۷) حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

آسایش دوگیتی تفسیر این دو حرف است ✽ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

(۱۸) جاہل مالدار کی نسبت عاقل بے دولت سے زیادہ امید رکھنی چاہیئے۔

(۱۹) عورتون کی اکثر مصاحبت اور اونکی زیادہ فرمانبرداری سے عقل مین نقصان آجاتا ہے

(۲۰) جو شخص آدمیونکی عیب جوئی کریگا اور اونکے عیب نہ چھپاویگا تو لوگ اوسکے عیب ظاہر کرتے رہین گے۔

(۲۱) نادان وہ شخص ہے کہ جو اپنا عیب اور تقصیر نہ جانے۔ اگر کوئی شخص اوسکو نصیحت کرے تو اوسپر گوش رغبت نہ رکھے۔

(۲۲) عاقل وہ ہے کہ بات سوچ کر کہے۔ نیک آدمیون سے صحبت رکھے۔ اور جسکی زبان سے نیک بات سنے اوسپر عمل کرے اور دوستون کو عزیز رکھے۔

(۲۳) وہ شخص کبھی غمگین نہین ہوتا جو دنیا کی کسی چیز سے محبت نہین رکھتا۔

(۲۴) لہو ولعب اور شراب کباب جس مجلس مین ہون وہان سے عقل و حکمت اور عفت سب کوچ کر جاتے ہین۔

(۲۵) اس کام مین روپیہ صرف کرنا نہین چاہیئے کہ جسکا ثمرہ اور نفع معلوم نہ ہو اسی طرح اپنی فکر کو ضائع کرنا نہین چاہیئے خیالات باطل اور بیہودہ مین اپنی عمر کو ضائع نکرو۔

(۲۶) علم و حکمت اسواسطے نہ پڑھو کہ لوگ تمھاری بزرگی اور تعظیم کرین بلکہ اسواسطے حاصل کرو کہ تم مین سے بے علمی کی برائی اور جہالت دور ہو۔ علم و حکمت ایک آئینہ ہی جس مین عیب اور ہنر معلوم ہوتے ہین۔

(۲۷) سخاوت کے معنی یہ ہین کہ اپنے مقدور کے موافق ہر شخص کی حاجت روائی کرے اور سائل کا سوال پورا کرے مگر سخاوت بھی اندازہ کے موافق چاہئے اتنا نہ دے کہ خود محتاج ہوکر بیٹھ رہے۔

(۲۸) تمام آدمیون پر علی العموم مہربانی کرنی چاہیئے۔ خصوصًا یتیم اور بیوہ پر زیادہ تر ؎

شنیدم کہ بیوہ زنے دردمند ✤ ہمے گفت فرخ بر زمین سے نہاد
ہر آن کہ خدا را کہ بر بیوہ زن ✤ ترحم نباشد زنش بیوہ باد

(۲۹) چھوٹون پر شفقت اور بڑونکی اطاعت بالخصوص مان اور باپ کی خدمت لازم ہی ؎

ای طفل کہ در رنج نگس از خود نتوانی ✤ ہر چند کہ بالغ شدی آخر نہ ہمانی
شکرانۂ زور آوری روز جوانی ✤ آنست کہ قدر پدر پیر بدانی

(۳۰) جو شخص غرور کرتا ہے وہ ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا ہے۔

(۳۱) قرض ایک ایسا نشتر خونخوار ہی جسکی نوک ہمیشہ قرضدار آدمی کی رگ جان پر رہتی ہے

(۳۲) خلاف وعدگی مرد کو بے اعتبار کرتی ہی وعدہ کا وفا کرنا جوانمردونکا کام ہے ؎

نیست بر مردم صاحب نظر ✤ خدمتے از عہد پسندیدہ تر

(۳۳) صبر ایک ایسی تلخی ہے جو اخیر مین شیرین ہوجاتی ہی اور جلدی ایسی شیرینی ہے جو اخیر مین تلخ ہوجاتی ہے اور مرد کی قدر و قیمت صبر سے معلوم ہوتی ہے۔ ؎

نہ بدعوی ست قدر و قیمت مرد ✤ قیمت مرد صبر داند کرد

(۳۴) سچ بولنا سب جگہ اچھا ہے مگر دو جگہ برا ایک کسی کے عیب کہنے مین - دوسرے اپنے اظہار ہنر مین -

(۳۵) انسان کا بدخوئی سے زیادہ کوئی دشمن قوی نہین ہے -

(۳۶) ہنسنا بے وقت کا رونے کی برابر ہے -

(۳۷) تھوڑی سی قناعت عزت ہے - اور بہت سی طمع ذلت ؎

مرد قانع بزرگوار بود ٭ طامع البتہ خوار و زار بود

(۳۸) انسان بارگران اوٹھا سکتے ہین مگر نالایق کی صحبت کا بوجھ نہین اوٹھا سکتا ہے اس لئے کہ بوجھ کی گرانی اعضا پر ہوتی ہے اور گرانی صحبت ناجنس کی روح پر - ع

روح را صحبت ناجنس عذابیست عظیم

(۳۹) کسی سے ایسا معاملہ مت کر کہ وہ معاملہ تجھسے کرین تو تجھے برا معلوم ہو ؎

ہر چہ کہ بخود نمی پسندی ٭ با کس مکن اے برادر من

گر بادر خویش دوست داری ٭ دشنام مدہ بہ مادر من

(۴۰) سخاوت ذاتی کا یہ نشان ہے کہ تنگدستی مین بخشش کرے اور دلیل علم کی یہ ہے کہ غصہ کے وقت درگذر کرے ؎

با تو گویم کہ چیست غایت حلم ٭ ہر کہ زہرت دہد شکر بخشش

ہر کہ بخراشدت جگر بجفا ٭ ہمچو کان کریم زر بخشش

کم مباش از درخت سایہ فگن ٭ ہر کہ سنگت زند ثمر بخشش

(۴۱) وہ نعمت کہ جو آبرو کے جانے سے ہاتھ آوے اوسکو عزیز مت جان ؎

آبے کہ آبرو ببرد در گلو مریز ٭ از دیدہ خون بریز ولے آبرو مریز

(۴۲) حکیم فیثاغورس کہا کرتا تھا کہ خاکستر پر کوئی بیٹھا ہو اور اعتماد خدا پر رکھتا ہو اوس سے بہتر ہے کہ تخت طلائی پر جلوہ نما ہو اور توکل ذرا نہ ہو۔

(۴۳) حکیم اسقلینوس کا قول ہے کہ مین اوس سے متعجب ہون کہ جو شخص بیماری کے ڈر سے قبل کھانا چھوڑدے اور آخرت کے خوف سے گناہ کبیرہ کو ترک نہین کرتا۔

(۴۴) غرور ایک ایسی بلندی ہے کہ جو ہر ایک پستی سے نیچے ہے۔

(۴۵) بدی سے دور رہنا سب نیکیوں کا سر ہے۔

(۴۶) جو یہ گمان رکھتا ہے کہ مین سب سے زیادہ عقلمند ہون وہ سب سے زیادہ بے وقوف ہے۔

(۴۷) دنیا کی محبت کے یہ معنی ہین کہ آدمی جہان کی ہر ایک چیز کو اپنا محبوب بنالے اور بوقت مرگ اونکے ترک کرنے پر متاسف ہو ویسے ایسے ہی لوگ اہل دنیا اور ناقص الایمان ہین۔

اے طالب خلود و بقا و دوام عمر ÷ باقی بذکر خیر بود نام آدمی
ہیچست قدر و حشمت و مال و منال و جاہ ÷ چون عاقبت فناست سرانجام آدمی

(۴۸) زبان کو قابو مین رکھنا انسان کے لیے نہایت بہتر ہے

بہ پیری رسیدم در اقصاے یونان ÷ بدو گفتم اے آنکہ با عقل و ہوشے
ز مردم چہ بہتر بہر حال گفتا ÷ خموشی خموشی خموشی خموشے

(۴۹) احسان وہ بوجھ ہے کہ جسکا اوٹھانیوالا ہمیشہ سرنگون رہتا ہے۔

(۵۰) دس آدمی ہمیشہ فکر مین مبتلا رہتے ہین ایک طامع جو اپنے مقسوم پر قانع نہین ہوتا دوسرا حاسد۔ تیسرا عاشق۔ چوتھا شاعر۔ پانچوان وہ شخص جو مال و زر سے محبت

رکھتا اور مال سکے جمع کرنے کی فکر مین رہتا ہے۔ چھٹا وہ جسکا خرچ زیادہ آمدنی کم ہو۔ ساتوان وہ جو دنیا کو اپنی مراد کے موافق چاہتا ہو۔ آٹھوان وہ شخص جو خدا پر توکل نکرے اور مخلوق کا سہارا ڈھونڈے۔ نوان وہ آدمی جو خود صاحب علم ہو اور جاہل کے اتباع مین رہے۔ دسوان دایم المریض۔

(۵۱) اطفال کی تعلیم سے جس نے غفلت کی اوس نے گویا اپنے میوہ اور باغ مین پانی کی نہرون کو بند کر دیا۔

(۵۲) بہتر صفت انسان مین یہ ہے کہ وعدہ سے پہلے یا ارادہ ظاہر کرنے سے قبل اپنا کام کرے اور بُرا آدمی وہ ہے جو کہے اور نکرے۔

(۵۳) علم کے اوپر عمل کرنا ضروری ہے اہل علم کی عزت و فضیلت عمل سے ہوتی ہے نہ تنہا علم سے۔ بے عمل کی تو یہ مثال ہے۔

نہ محقق بود نہ دانشمند ✤ چارپا ہے برو کتابے چند

(۵۴) اپنے سینہ کو زندان کینہ نہ بناوے اور سخن پروری کا عاشق نہو

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن ✤ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

(۵۵) ہر چند حق پر خود ہو مگر بات چیت مین دوسرے کو ہزیمت دینا اخلاق مروت کے خلاف ہے۔

اتنی نصایح بیان کرکے شہزادہ خاموش ہوگیا۔ بادشاہ شہزادہ کی لیاقت و فراست سے بغایت مسرور و خوش ہوا اور درباری اور وزراء ولی عہد سلطنت کے قابلیت اور لیاقت سے نہایت شادان و فرحان ہوے۔ بعد ازان دربار برخاست ہوا۔ بادشاہ اور شہزادہ بہ عیش و آرام زندگی کے ایام پورے کرنے لگے۔

اسکے چند عرصہ کے بعد بادشاہ کا دل دنیوی معاملات سے پھر گیا بادشاہ کی عمر اب پچپن

سال کی ہوگئی تھی اوس نے اپنی تمام پچھلی زندگی اور گزشتہ کارروائیوں پر ایک سرسری نظر ڈالی اور پھر یہ نتیجہ نکالا کہ

" تاج سر پر رکھے ہوئے محل کے دروازوں پر سے پنج نوبت تو کب تک سنیگا گو تو نے اپنے زور اور قوتِ بازو اور ہتھیاروں کے ذریعہ سے کشور کا تخت حاصل کرلیا ہے اور غریبوں کا خون بہاکر بہت سا خزانہ اور دولت جمع کرلی ہے۔ کچھ دولت تجھکو ورا ثت مین اوس شخص سے ملی جو اپنے ساتھ کچھ بھی لیکر پیدا نہین ہوا تھا اور جو اپنے ساتھ قبر مین کچھ بھی نہین لیگیا اور تو جسکو یہ دولت سپرد کریگا وہ بھی اپنے ساتھ کچھ نہین لیجاویگا۔ اسکو یہین چھوڑنا پڑیگا۔ ستر چھتر برس کی عمر مین تجھکو سوا سے شرم اور آخرت کے عذاب خوف کے وا سنگیر ہونے کے اور کیا حاصل ہوا۔ ؟

اب طمع سے باز آ اور خواہشاتِ نفسانی سے دل پھیر اب تو اپنا کفن تیار کر اور قبر میں جانے کے لئے تیار رہ۔ اب تو ظلم اور خطا کے نفع کے خیال سے باز آ اور عقبےٰ کے لئے زاد و راحلہ تیار کرلے۔

شاید تو حشر و نشر اور دوبارہ زندہ ہونیکا یقین نہین رکھتا ؟ تجھکو یہ تکبر اور غرور محل کی پنج نوبت اور نفیری کی آواز کے سننے سے ہوا ہے۔ اب تو صورِ اسرافیل کی آواز کا منتظر رہ۔ "

پھر بادشاہ نے یہ خیال کرکے کہ مجھسے پہلے زمانہ کے تمام بادشاہ مرگئے اور کوئی بھی اپنے ساتھ کچھ نہین لیگیا۔ غور کیا کہ یہ دنیا بالکل ہیچ اور فانی ہے۔ ع

دنیا ہیچست و کار دنیا ہمہ ہیچ

سوا ے ذات واحد کسی کو یہان بقا نہین ہے۔ پھر دنیا کی بے وفائی اور زندگانی کی

بے ثباتی پر یہ اشعار پڑھے۔ ۵

دنیا کا یہی ہے کارخانہ / گردش میں ہمیشہ ہے زمانہ
ہے آج وصال کل جدائی / ہے صلح کبھی کبھی لڑائی
رہتا نہیں ایک حال باقی / ہر روز نیا ہے دور ساقی
یاں ہجر و وصال ایک سا ہے / جز خواب و خیال اور کیا ہے
یہ ڈھنگ نہیں کچھ آجکل سے / نقشہ ہے یہی دم ازل سے
یاں جو ہے کمال پانے والا / اک دن ہے زوال پانیوالا
ڈھلنے کے لئے ہے گل کا جوبن / جلنے کے لئے ہے سارا گلشن
عالم کے تغیرات دیکھو / ہوتے ہوئے دن کو رات دیکھو
سمجھو کہ ہر ایک شے ہے فانی / دو روز ہے عالم جوانی
ہر رنگ ہے یاں بدلنے والا / ہر قافلہ ہے نکلنے والا
یوں ہے یہ شباب کا زمانہ / ہو جیسے کہ خواب کا زمانہ
جب ڈھل گیا عالم جوانی / جو آگ تھے ہو گئے وہ پانی
کل حسن تھی جنکی جامہ زیبی / مشہور تھی جنکی دلفریبی
آج اونکی جو جاکے تم خبر لو / دیکھو بھی تو آنکھ بند کر لو
قایم نہ یہ رنگ ہے نہ روغن / مہمان ہے چند روز جوبن
جو حسن کہ چار روز کا ہو / کیوں آدمی اوسپہ مبتلا ہو

اس قسم کے خیالات آتے ہی بادشاہ کا دل دنیا سے نفرت کرنے لگا اور ادہر سے دل سرد ہو گیا اب اوس نے قطعی عزم اور مصمم ارادہ تخت کے چھوڑنے اور گوشہ نشین ہونیکا

کرلیا۔

چنانچہ دوسرے دن بادشاہ نے ایک دربار منعقد کیا جب تمام وزراء اور ارکان سلطنت اور شہزادہ اور سنہاؤ سب آکر اپنی مقررہ نشستون پر بیٹھ گئے تو بادشاہ نے حسب ذیل ایک مختصر اسپیچ کہی کہ:۔

اے حاضرین! میری عمر اب پچہتر سال کی ہوگئی ہے۔ مین نے بہت دنون تک بہتر حکمرانی کی اور جہانتک ہوسکا عدل و انصاف۔ احقاق حق۔ رعایا کی مرفہ حالی۔ ظالمون۔ رہزنون اور چورون کی بیخکنی کے بندوبست کرنے مین کوئی کوشش حتی الامکان فروگذاشت نہین کی گئی۔ لیکن آخر مین انسان ہون اگر کسی کا حق مجھ پر رہ گیا ہو تو مجھکو معاف کرنا۔ اب میرا ارادہ خلو سلطنت و جہانداری اور گوشہ گزینی اور عزلت نشینی کا ہے۔ مین نے اپنے بارہ مین جہانتک غور کیا ہے یہی سمجھ مین آیا کہ اب دنیوی افکار مین پھنسا رہنا فضول ہے۔ انسان خواہ سو برس زندہ رہے یا پچاس برس زندہ رہے اوسکو ایک دن مرنا ہے۔ پھر جس جگہ اوسکو جانا ہے وہان کے لئے سامان مہیا نہ کرنا دانائی سے بعید ہے۔ مندرجۂ ذیل اشعار حالات زندگی پر غور کرنے کے لئے ہر شخص کے لئے ایک دفتر نصیحت ہین۔

چو عمر از دہ گذشت و یا خود از بیست — نمی شاید دگر چون کودکان زیست

نشاط عمر باشد تا بہ سی سال — چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال

پس از پنجاہ نباشد تندرستی — بصر کند می پذیرد طبع سستی

چو شصت آمد نشست آمد بہ دیوار — چو ہفتاد آمد افتاد آلہ از کار

بہ ہشتاد و نود چون در رسیدی — بسے سختی تو از گیتی کشیدی

وز انجا گر بصد منزل رسانی | بود مرگے بصورت زندگانے
اگر صد سال مانی ور یکے روز | بباید رفت زین کاخ دل افروز

پس آن بہتر کہ خود را شاد داری
دران شادی خدا را یاد داری

یہ اشعار پڑھ کے بادشاہ نے کہا کہ جب میرا ایسا لائق اور عقلمند بیٹا میری جانشینی کے لئے موجود ہے تو مجھکو سلطنت چھوڑتے ہوئے اپنی رعایا کا اب کچھ فکر نہیں ہے اور نہ مجھکو تغیر حکومت سے خوف کرنے کا مقام ہے۔

یہ کہکر بادشاہ تخت سے نیچے اوتر آیا اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کے اوس کو اپنی جگہ تخت نشین کر دیا اور تاج سر سے اُتار کر شہزادہ کے سر پر رکھدیا سب وزراء اور درباریوں نے نئے بادشاہ کو نذریں پیش کیں۔

بادشاہ نے ایک پہاڑ کے دامن میں ایک مختصر سا مکان بنوا کر رہائش اختیار کی اور وہیں گوشہ نشینی اور عزلت گزینی اختیار کی کیا اچھا قول ہے ؎

بے تیر کمان میں ہے نہ صیاد کمین میں
گوشہ میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے

نیا بادشاہ ہفتہ وار اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اہم معاملات کے متعلق صلاح و مشورہ کیا کرتا۔

ارتحال بادشاہ

بادشاہ رات دن خدا سے تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں بخلوص دل مشغول رہتا کئی برس کے بعد بحکم "کل نفس ذائقۃ الموت" اپنی ودیعت حیات جان آفرین کے سپرد کی۔ ۱۲ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حافظ ورقِ سخن درآئی طے کن + وین جامۂ تزویر و ریائی پے کن
خاموش نشین کہ وقت خاموشیِ تست + دم درکش و جام و بادہ را پُر می کن

تمت

خاکسار محمد مصباح الدین احمد عفی عنہ
مؤلف "الهارون" و "محاربۂ فرانس و پرشیا"
مقام قلعہ رہتک -
تاریخ - ۱۱ - ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ ہجری قمری مطابق ۱۷ - جولائی
سنہ ۱۹۱۳ عیسوی - یوم خمیس -

نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد کی مختصر فہرست کتب

افسون اس ناول کو خود پڑھیئے اور اپنی بی بی اور
بچون کو پڑھائیے اور سنائیے اور لطف کے ساتھ وقت
گذارنیکے علاوہ استقلال اور وفاداری محنت وہمت کا
ایسا سبق سکھائیے کہ پتھر کی لکیر ہو جائے۔ آخر مین باپ بیٹے
اور بیٹی کا کامیابی کے ساتھ ملنا ایسا دلچسپ سین ہے کہ ہرگز
قلم اوسکی پوری تصویر نہین کھینچ سکتا یہ کتاب معلومات
کا خزانہ اور اعلیٰ یورپین لٹریچر کا نمونہ ہے ایک دفعہ ضرور
پڑھیئے پڑھکر ہرگز نہ پچھتائیے گا۔ فرانسیسی زبان مین اول
یہ کتاب لکھی گئی اس سے ایک لیڈی نے اوسکا ترجمہ کر دیا
انگریزی سے مولوی سخاوت حسین صاحب بی اے سید اشتہر
نے سمپسن اینڈ کو سوداگران لندن کی تحریری اجازت
سے بامحاورہ اور دلچسپ اردو لباس پہنایا اب یہ بالکل
نئی سرگذشت اور تاریخی افسانہ تیار ہے غدر ۱۸۵۷ء
کے ایک واقعہ کا سچا حال - (۸؍)

صغرا بیگم یہ ایک مسلمان لیڈی کی سرگذشت ہے
جو ایک تعلیم یافتہ عورت نے لکھی ہے - ۳؍

علمی بشرہ یا حسن بیگ کی سرگذشت - مصنفہ ایضاً
پُر درد سچا قصہ - عورتوں کی جہالت کی زندہ بولتی ہوئی تصویر
مضنیات تعلیم نسواں (۴؍)

نگار خانہ منصور - منصور حلاج کی سوانح عمری ۱۲؍

سوانح عمری بکذہ دھام جناب راجہ راجایان مہاراجہ
نرائن پرشاد نریندر بہادر سابق پیشکار دولت آصفیہ
حیدرآباد دکن جسمین اونکے نامدار بزرگون جانشین و وارث
راجہ کشن پرشاد صاحب بہادر کے خاندانی و تاریخی حالات کے
علاوہ سلطنت آصفی حیدرآباد دکن کے حالات اور اس
سلطنت کے بعض اعلیٰ عہدہ دارون کے خاندانی اور تاریخی
حالات بھی درج ہین مطبوعہ نیر اعظم پریس مرادآباد عہ

دکھی کی پکار پُر درد مناجات - ڈمی کاغذ ا؍

دار السلام - اس کتاب مین نہایت عمدہ سلام
منقبت حضرت امام حسین علیہ السلام مین درج ہین قیمت ا؍

ذکر رحمانی - سوانح عمری و حالات کرامات و اوراد
و وظائف مجربہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب قدس سرہ
گنج مرادآبادی ۴؍

شرح چہل کاف - چہل کاف ایک مشہور دعا ہے
جسے بہت سے مسلمان بطور ورد کے پڑھتے ہین اثنا
عشری لوگ اس دعا کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کلام
کہتے ہین اور شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی اور مولوی
عبد الحکیم صاحب لکھنوی پیران پیر کی طرف منسوب کرتے ہین ۲؍

اخبار نیر اعظم مراد آباد

۲۲ سال سے عمدہ کاغذ کی کم از کم ۱۲ صفحون پر مہینے مین چار بار اخباری مقاصد کے علاوہ اسلامی۔ ملکی۔ زراعتی۔ تعلیمی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور دنیا بھر کی تازہ خبرون۔ مضامین۔ نوٹس۔ تازہ دلچسپ دنیا کی معلومات۔ خلاصہ سرکاری گزٹ اور اشتہارات کو لیے ہوئے خوشخط اردو مین شایع ہوتا ہے۔ نمونہ کو کاپی معہ فہرست کتب و درخواست خریداری اخبار درخواست پر مفت روانہ ہوتی ہے باوجود ان تمام خوبیوں قیمت بہت کم ہے اور انعامی کتاب مفت و بیجاتی ہے اصلی قیمت سالانہ ۵ روپیہ ہین مگر کم مایہ قدر دانون سے معہ انعامی کتاب کے چار روپیہ سالانہ۔ بغیر پیشگی وصول ہوئے کسی کے نام اخبار جاری نہین ہوتا۔ خالی وعدہ پر کوئی لحاظ نہین کیا جاتا۔ نمونہ منگا کر مقابلہ مین تجربہ کیجیے۔

المشتہر الیس ابن علی اڈیٹر و پرو پرائیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد

اطلاع

چونکہ مؤلف صاحب نے اس کتاب کا حق تالیف ہمیشہ کے لیے مالک مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد کو عنایت فرمایا ہے لہذا کوئی صاحب بلا اجازت راقم کے قصد طبع نہ فرمائین اور بخیال نفع نقصان نہ اوٹھائین بلکہ جسقدر نسخے مطلوب ہون مطبع ہذا سے طلب فرمائین

العبد الیس ابن علی مالک مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ کتاب مفید ہر خاص و عام ماہ۔ مارچ ۱۹۰۳ء مین مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد مین چھپکر تمام ہوئی